جلد (۲) ۷ رماہ صلح ۱۳۳۲ ہش ۔ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ ۔ مطابق ۷ رجنوری ۱۹۵۳ء نمبر (۱)


# سالِ نو

خدا کے فضل و کرم سے ہم نے نئے سال میں قدم رکھا ہے۔ ہر نیا سال اپنے ساتھ نئی امنگیں، ارادے اور پروگرام لاتا ہے ترقی کرنے والی قوموں اور سلسلوں کو ایسے مواقع پر ایک نئی طاقت اور بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے آگے بڑھنے کے نئے نئے ذرائع میسر آتے ہیں۔

جو جماعتیں اور قومیں پوری جد وجہد اور قربانی سے کام لیتی ہیں۔ ان کے لئے ہر نیا سال ترقی کے نئے رستے اور بلندی کے نئے نئے پیش کرتا ہے۔ لیکن جو افراد بقومیں اپنے زریں اوقات کو کھو دیتی ہیں۔ اور مقدور بھر جد وجہد اور قربانی پیش نہیں کرتیں وہ دن بدن قعرِ مذلت میں گرتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر وہ سال اور وہ وقت بھی آجاتا ہے جب وہ صفحۂ دنیا سے ناپید ہو جاتی ہیں۔

احمدیہ جماعت کو قائم ہوئے اب ۶۳ سال ہو چکے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود ہر قسم کی مخالفت اور ناسازگار حالات کے یہ خدائی سلسلہ دن بدن ترقی اور سربلندی اختیار کر رہا ہے۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ اور اسی تقدیر کے ماتحت خدا تعالیٰ کے مامور ومرسل کی جماعت اپنے ظاہری نفوذ اور باطنی اثر میں ترقی کر رہی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے اس فضل کو کھینچنے والی قربانی کی وہ روح اور مسلسل کوشش اور جد وجہد کا وہ جذبہ تھا۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں پایا جاتا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے صحابہ نے تو اپنا وقت کامیابی اور خوش اسلوبی سے گذار کر ان انعامات اور ترقیات کو پا لیا جن کے وہ مستحق تھے لیکن اب جبکہ صحابہ کرام کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ اور کبار صحابہ تو خال خال ہی نظر آتے ہیں سلسلہ کے لئے جد وجہد اور قربانی کرنے کی زیادہ تر ذمہ داری تابعین پر ہے۔

بے شک سلسلہ حقہ ترقیات کی بہت سی منازل طے کر چکا ہے لیکن ابھی منزل مقصود بہت دور ہے۔ اور ہمیں اپنے امام ہمام سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (فداہ ارواحنا) کے الفاظ میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ سہ

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو

کیا تمام دنیا کے لوگوں کے قلوب کو فتح کرنا کوئی آسان کام ہے۔ کیا شیطان کے چنگل میں پھنسی ہوئی اور مادیت کی شکار دنیا بغیر انتہائی قربانی کے اللہ تعالیٰ کی غلامی میں آسکتی ہے۔ ساری دنیا کو الٰہی جھنڈا کے نیچے جمع کرنا تو بہر حال ایک مشکل امر ہے۔ ہم ہندوستانی احمدیوں کو کم از کم اپنے ملک میں احمدیت کی ترقی کا جائزہ لینا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے ہندوستان کو اپنے آخری نور کے انتشار کے لئے مرکز بنایا۔ اور اس میں دین حق کی صداقت اور حقانیت کے لئے ہزارہا نشانات دکھائے۔ اور اس میں بسنے والے لوگوں پر اپنی حجت پوری کی لیکن ہم نے ان الٰہی نشانات اور تائیدات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں یقیناً کوتاہی کی ہے۔ لوگوں کے دل بے تاب ہیں کہ وہ اس آسمانی ہدایت کو قبول کریں مسلمان مایوس اور بے یار و مددگار ہیں۔ اور کسی آسمانی سہارے کی تلاش میں ہیں۔ ہندو بھی آزادی کی دیوی سے ہمکنار ہو کر اب سیاسی اور اقتصادی تنگ دود کے اتنے دلفریفتہ نہیں ہیں جتنے پہلے تھے۔ وہ بھی اب روحانی لذات اور آسمانی مائدہ کے حصول کے متمنی ہیں۔ اسی طرح سکھ بھی بار بار کی سیاسی اور تمدنی الجھنوں سے تنگ آکر اپنی روش کو بدلنے کے متمنی ہیں۔ اور اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ ہندوستانی عیسائی تو اپنے سیاسی غلبہ کے ختم ہونے پر بھی بے سہارا ہو گئے ہیں۔ اور اس موہوم امید کو بھی جو وہ اپنے نجات دہندہ مسیح کی آمد ثانی کے متعلق لگائے ہوئے تھے چھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مذاہب اور قوموں کا حال ہے۔

پس اے احمدیت کے فرزندو! آپ کے لئے روحانیت سے لبریز تعلیم کو گھر گھر اور دیہہ دیہہ میں پھیلانے اور اپنے اعلیٰ نمونہ اور کردار کو ہر کہ ومہ کے سامنے پیش کرنے کا زریں موقعہ ہے اور ساتھ ہی جد وجہد اور قربانی کر کے خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے اور اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کا بھی بہترین وقت ہے۔ بیشک مشکلات بہت ہیں اور ابتلاؤں اور مصائب چاروں طرف سے منہ کھولے ہوئے ہیں لیکن کیا ہمارے آقا و مطاع علیہ الف الف صلوٰۃ نے نہیں فرمایا کہ سہ

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن

جو کچھ ہم نے سال کے دوران میں کرنا ہے اس کے متعلق اصولی لائحہ عمل سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام میں جو اسی پرچہ کے صفحہ پر ہے موجود ہے۔ اب اس پروگرام کے مطابق کام کرنا۔ اور قربانی پیش کر کے اپنے رب کے حضور سرخرو ہونا ہمارا فرض ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے عظیم الشان خلیفہ اور امام ہمیں بیدار کرنے کیلئے دیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم عمل کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔ (وھو الموفق و ا)


بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے مقدس امام اور مطاع کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھکر اپنے لئے اور سلسلہ کے لئے خیر و برکت کا سامان مہیا کرتے رہیں ۔

# ربوہ کی مقدس سرزمین میں شمعِ احمدیت کے پچاس ہزار پروانوں کا روح پرور اجتماع

تقسیم ملک کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ جلسہ سالانہ میں اتنا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ (فللحمد للہ علیٰ ذالک)

ربوہ ۳۰ ردسمبر خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ۶۲ واں سالانہ جلسہ امسال حسب معمول ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ ردسمبر سے شروع ہوکر ۲۸ ردسمبر تک جاری رہا۔ پاکستان کے کونے کونے سے احمدیت کے پروانے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے اور جلسہ کے بابرکت اجتماع میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ پہنچی۔ تقسیم ملک کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ جلسہ سالانہ پر اتنا عظیم اجتماع ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پاکستان کے ہزاروں احباب کے علاوہ امسال جرمنی۔ امریکہ۔ بنگال۔ سوڈان۔ حبشہ۔ برما۔ چین انڈونیشیا اور برٹش گی آنا (جنوبی امریکہ) کے بعض احباب کو بھی جلسہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تین روز میں کل ۶ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پرمعارف تقاریر کے علاوہ علمائے سلسلہ اور دیگر احباب نے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ان میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لنڈن۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ مولوی عبدالمالک خان صاحب۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔ کرم الٰہی صاحب ظفر سابق مبلغ سپین مولوی محمد یار صاحب عارف چوہدری عبداللطیف صاحب شیخ عبدالقادر صاحب۔ مولوی [illegible] الدین صاحب اور عبدالشکور صاحب کنزے [illegible] شامل تھے۔

جیسے کے [illegible] مسیح محمدی کے ہزاروں [illegible] فکر و ریاد الٰہی میں بسر کئے۔ [illegible] کی مختصر سی آبادی ہجوم خلق کے [illegible] کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ یہ بے آب و گیاہ میدان اب سڑکوں اور مکانوں [illegible] کے باعث ایک باقاعدہ بستی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس میں صاف ستھری نئی عمارتیں سڑکیں اور پھر سڑکوں پر دو رویہ چھوٹے چھوٹے درختوں کی قطاریں۔ جگہ جگہ دو م

# حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا تازہ کلام

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی یہ تازہ نظم جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ ردسمبر ۱۹۵۲ء کو حضور کی تقریر سے قبل مکرم ثاقب صاحب زیروی نے پڑھی۔

وہ دل کو جوڑتا ہے تو ہیں دلفگار ہم
وہ جان بخشتا ہے تو ہیں جاں نثار ہم

دُولہا ہمارا زندۂ جاوید ہے جناب
کیا بے وقوف ہیں کہ بنیں سوگوار ہم

دَر اُس کا آج گر نہ کھلا خیر کل سہی
جائیں گے اس کے دَر پہ یونہی بار بار ہم

تدبیر ایک پردہ ہے تقدیر اصل ہے
ہوں گے بس اس کے فضل سے ہی کامگار ہم

کوئی عمل بھی نہ کر سکے اس کی راہ میں
رہتے ہیں اس خیال سے ہی شرمسار ہم

دُنیا کی منتوں سے تو کوئی بنا نہ کام
روئیں گے اس کے سامنے اب زار زار ہم

اُٹھ کر رہے گا پردہ کسی دن تو دیکھنا
باندھے کھڑے ہیں سامنے اُس کے قطار ہم

دُشمن ہے خوش کہ نعمتِ دُنیا ملی اسے
لُوٹیں گے اس کی گود میں جا کر بہار ہم

قسمت نے کیسا جوڑ ملایا ہے دیکھنا
وہ خالقِ جہاں ہے تو مُشتِ غبار ہم

# ایک مبارک تقریب

یہ خبر مسرت سے پڑھی جائے گی کہ مورخہ ۱۹ ردسمبر کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ نزہت آراء بنت جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان کا نکاح مکرم محمد حنیف صاحب اختر ایم۔ اے آف بھاگل پور سے ربوہ میں پڑھا۔

اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین ۔

# ولادت

کل مورخہ ۱/۲ ۱ کو مکرم بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاں خدا کے فضل سے دوسرا فرزند تولد ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نومولود کی عمر دراز فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین ۔

محبوب دل کا بہتا ہوا پانی مسجد مبارک مقبرہ خلافت اور دیگر رہائشی مکانات تو دار احباب کے لئے ایک دلآویز منظر سے کم نہ تھے۔ ان سب میں انہیں خدا تعالےٰ کے چمکتے ہوئے نشان نظر آتے تھے۔ جو ان کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب تھے۔
(الفضل)

خط و کتابت کرتے وقت [illegible] نمبر کا حوالہ ضرور [illegible] یں۔
(منیجر)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ——— نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

# پیغام امام ہمام جماعتہائے ہندوستان کے نام

**برادرانِ جماعت احمدیہ :-** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج پانچ سال سے اوپر ہو گئے کہ قادیان کی جماعت کا اکثر حصہ ہجرت کر کے پاکستان آ چکا ہے۔ اور برِ صغیر ہندوستان کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب بھی ہندوستان میں اتنی جماعت موجود ہے کہ اگر وہ صحیح طور پر خدمت کرے تو ایک اعلیٰ درجہ کی پنیری کا کام دے سکتی ہے۔ اور میں آپ لوگوں کو آپ کے اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی مالی مدد نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے ہم نے ہندوستان کو پاکستان کی انجمن کو مدد دینے سے بالکل آزاد کر دیا ہے۔ اور تمام ہندوستانی جماعت کو یہ نصیحت کی ہے کہ وہ اپنا روپیہ صدر انجمن احمدیہ کو دیں اور اُسی کے ساتھ مل کر کام کریں تاکہ کسی قسم کی بین الاقوامی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ بہت سے لوگ شرارت سے آپ لوگوں کی طرف یہ باتیں منسوب کرتے رہتے ہیں کہ گویا خلیفۂ وقت کے پاکستان آ جانے کی وجہ سے آپ لوگ بھی پاکستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی غرض محض حکومت اور جماعت کے درمیان منافرت پیدا کرنا ہے۔ حالانکہ میرے نزدیک ہندوستان کے ہر احمدی کو سوائے اس کے کہ اُسے مجبور کر کے نکال دیا جائے ہندوستان میں ہی رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہماری جماعت کا وہ مرکز جسے بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے قائم کیا تھا ہندوستان میں ہی ہے اور یہ کتنی حماقت کی بات ہوگی کہ وہ قوم جو اپنے مبلغ امریکہ اور جرمن اور سپین اور ہالینڈ اور فرانس اور انگلینڈ کو مسلمان بنانے کے لئے بھجوا رہی ہے وہ ہندوستان کو خالی چھوڑ دے۔ جو کسی زمانہ میں اسلام کی شان و شوکت کا ایک بڑا بھاری نشان تھا۔ ہم تو اسے خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں کہ حکومتِ پاکستان اور حکومتِ ہند کے معاہدات میں دونوں طرف دونوں قوموں کو رہنے کی اجازت ہے اور اس طرح وہ مواد موجود ہے۔ جو کسی وقت دونوں ملکوں میں صلح پیدا کرنے کا موجب ہو جائے گا۔ پس آپ لوگ اس قسم کے پراپیگنڈہ سے بالکل متاثر نہ ہوں اور آپ کے دل غمگین نہ ہوں۔ کیونکہ شریر لوگ ایسی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ آپ اُسی طرح اپنے ملک کی وفاداری کریں جس طرح کہ ہم لوگ پاکستان کے وفادار ہیں۔ لیکن اس بات کو یاد رکھیں کہ ہندوستان کا یہ اعلان ہے کہ وہ دنیوی حکومت ہے۔ اور مذہبی حکومت نہیں ہے۔ اور اس طرح اُس نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ کسی کے مذہب میں دخل اندازی نہیں کرے گی جس کے معنے یہ ہیں کہ حکومت ہندوستان خدا کے سامنے اپنے آپ کو بری کر چکی ہے۔ اسی طرح مہذب دنیا کے سامنے بھی اپنے آپ کو بری کر چکی ہے۔ اگر اس کے اس اعلان کے بعد آپ لوگ تبلیغ میں سستی کریں یا آپ لوگ **اشاعت میں سستی کریں تو یقیناً خدا کی نگاہ میں اور دنیا کی نگاہ میں مجرم ہوں گے۔** حکومت ہندوستان مجرم نہیں ہوگی۔ ہندوستان میں اس وقت مسلمان جس کمزوری کی حالت میں سے گذر رہے ہیں۔ وہ یقیناً اُن کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کرنے کا موجب ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہندو قوم بھی آزادی کے بعد سیاست میں اب اتنی رغبت نہیں رکھتی جتنی کہ پہلے رکھتی تھی۔ اُن میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو دین کی جستجو کرنے لگ گیا ہے۔ اور صداقت کی تلاش اس کے دل میں پیدا ہو گئی ہے۔ پس اُن مسلمانوں تک پہنچنا جن کے دل شکستہ ہیں اور خدا کے خوف سے معمور ہو چکے ہیں۔ آپ کا فرض ہے۔ اسی طرح وہ غیر مسلم جن کے دل میں اب دین کی جستجو پیدا ہو گئی ہے۔ اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست کا کام ہم نے پورا کر لیا۔ ہمارا ملک آزاد ہو گیا۔ اب ہمیں خدا کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اُن کی طرف بھی آپ کا جانا ضروری ہے۔ دیکھو مسیح نے کہا تھا کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں اور مسیح صلیب کے شدید طور پر تکلیف دہ واقعہ کے بعد جس طرح بھی ہوا اگر تا پڑتا ان گمشدہ بھیڑوں کی طرف گیا۔ قادیان میں جو انقلاب ہوا ہے وہ تمہارے لئے بھی ایک صلیب جیسا ہی واقعہ ہے۔ مگر اُس صلیب پر سے صرف ایک شخص بچا تھا۔ اور تم ہزاروں آدمی اس دوسری صلیب سے بچ گئے ہو اگر تم بھی مسیح کی طرح یہ ارادہ کر لو کہ خدا کی گمشدہ بھیڑوں کو تم نے جمع کرنا ہے تو تم ایک عظیم الشان کام کر سکتے ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں نے موقع کی نزاکت کو نہیں سمجھا۔ اور مجھے افسوس ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بھی اب تک اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھا۔ **وہ صرف ایک گاؤں کی پنچائت کی حیثیت اپنے آپ کو دیتے ہیں اور ایک ملک کا بوجھ اُٹھانے والے اور ملک کی آزادی کا بیڑہ اُٹھانے والے لیڈروں کی حیثیت اپنے آپ کو نہیں دیتے۔ ایک پیاسے کو پانی پلانا ثواب کا موجب ہے لیکن ایک گمراہ کو ہدایت دینا تمہارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ نہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نہ تم نے اس بارہ میں کوئی مؤثر قدم اُٹھایا ہے سب سے پہلی چیز تو یہ تھی کہ امن کے قیام کے بعد قادیان کے جلسہ میں ہزاروں ہزار احمدی آتا مگر آپ لوگ تو اب بھی اُسی طرح آ رہے ہیں جس طرح کہ خطرہ کے وقت میں آتے تھے۔ وہ وقت گذر چکا۔ ملک میں خدا کے فضل سے امن ہو گیا۔ اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ سال میں کم سے کم ایک دفعہ تو قادیان آئیں۔ اور یہاں آ کر اُن امور پر غور کریں جو آپ لوگوں کی بہتری کے لئے ضروری ہیں اور جو آپ کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ پس جب آپ لوگ واپس جائیں تو ہر احمدی کے کان میں یہ بات ڈالیں کہ وہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان چلنے کی کوشش کریں۔** اور دوسرے سال میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ زور سے قادیان آتے رہیں جیسا کہ تقسیم سے پہلے آتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو اردو۔ انگریزی۔ ہندی۔ گورمکھی اور گجراتی پریس قائم کرنے چاہئیں۔ ہندی تو ہندوستان کی حکومتی زبان ہو گئی ہے۔ اور گورمکھی گویا پنجاب کی ایک رنگ میں حکومتی زبان ہے۔ اور اردو ملک کی غیر سیاسی ملکی زبان ہے۔ انگریزی جاننے والے اب تک بھی اس کثرت سے اس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ کہ جن علاقوں میں کسی اور زبان سے تبلیغ نہیں کی جا سکتی اُن میں انگریزی کام دیتی ہے۔ لیکن اب تک اردو کا پریس **بھی جاری نہیں ہوا۔ کجا یہ کہ اُسے ترقی دے کر بڑھایا جاتا۔** پھر مبلغین کا سوال ہے۔ میں متواتر کئی سال سے صدر انجمن احمدیہ کو لکھ رہا ہوں مگر اب تک مبلغین پیدا کرنے کی طرف ہرگز پوری توجہ نہیں ہوئی۔ ہندوستان میں کم سے کم ہمارے دس بارہ علماء موجود ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ ہر عالم کے ساتھ دو دو لڑکے لگا دئے۔ وہ چھ سات سال میں اُن کو عالم بنا کر نکالے۔ اس طرح دس

بارہ سال میں تمہارے پاس سینکڑوں علماء ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ خرچ نہیں۔ کیا صحابہؓ کے پاس خرچ ہوا کرتا تھا۔ کیا موت کے منہ میں آئی ہوئی قومیں بجٹوں کو دیکھا کرتی ہیں کیا عظیم الشان ارادوں والے لوگ اپنی کوتاہ دامنیوں کا کبھی خیال کیا کرتے ہیں۔ اپنی سستیوں کو چھوڑ دو۔ غفلتوں کو ترک کرو۔ اپنی تنگ داما نیوں کو بھول جاؤ خدا نے انسان کے دل کو بڑی وسعت دی ہے۔ تم اُس وسعت کو دیکھو جو خدا نے تمہارے دل میں پیدا کی ہے۔ تم اُس کام کو دیکھو جو خدا نے تمہارے سامنے رکھا ہے۔ تم بنی نوع انسان کی اُن تکلیفوں کو دیکھو جو کہ روحانی طور پر اُن کو پہنچ رہی ہیں۔ تم مظلوموں کی اُن آوازوں کو سنو جو خدا کا رستہ دکھانے کے لئے کرب اور اضطراب کے ساتھ بلند کی جا رہی ہیں۔ اور تم اس بات کو دیکھو کہ تمہارے ان کاموں کو کرنے والا کوئی نہیں۔ اور خدا کے اُن وعدوں کو دیکھو جو تمہارے لئے کئے گئے ہیں۔ اور اپنے اندر ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرو۔ جلد سے جلد علماء پیدا کرو۔ جلد سے جلد تبلیغ کا کام اپنے ہاتھ میں لو۔ جلد سے جلد لٹریچر پیدا کرنے اور اُس کو شائع کرنے کی کوشش کرو۔ اور تم میں سے ہر شخص اپنے عمل میں تبدیلی پیدا کرے۔ اپنے دل میں محبت الٰہی پیدا کرے اور اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ خدا تعالےٰ اُس کی مدد کرے۔ کاش خدا تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان باتوں کی عظمت اور اہمیت ڈال دے۔ اور کاش اس جلسہ پر تم ایک نئے وجود بن کر جاؤ۔ ملک کو روحانی دعوت دینے والے ملک کو روحانی ترقی بخشنے والے اور پھر ساری دنیا کے لئے مفید وجود ثابت ہونے والے بن کر جاؤ۔ خدا کے وعدوں کو ساتھ لے کر جاؤ۔ اور خدا کی مدد کو ساتھ لے کر جاؤ۔ اللّٰھم آمین۔

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی (امام جماعت احمدیہ) ربوہ

۱۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمودہ ایک دُعا

### حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسے بار بار پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے

مندرجہ ذیل دعا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے تیسرے روز اپنی تقریر کے آخر میں تین بار حاضرین جلسہ سے کہلوائی۔ اور اس کے بار بار ورد کرنے کے متعلق تاکید فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

ترجمہ:- اے اللہ مجھے اپنی محبت عنایت فرما۔ اور ایسے لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ایسی محبت جو مجھے تیرے قریب کر دے۔ تیری محبت مجھے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

## حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے احباب جماعت کو روزے رکھنے کا ارشاد

### پہلا روزہ ۵ جنوری ۱۹۵۳ء کو رکھا جائے

جماعت پر موجودہ مشکلات اور فتنے کے ازالہ کے لئے جلسہ سالانہ پر احمدی احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سال کے شروع میں ہر پیر کے روز سات روزے رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہ روزے ۵، ۱۲، ۱۹ اور ۲۶ جنوری اور ۲، ۹ اور ۱۶ فروری کو رکھے جائیں۔

نیز حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان ایام میں یہ دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو سمجھ دے یا سزا دے اور ہمیں کامیاب کرے۔ اور مصائب میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

## ارشادات حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

# دربارہ امانت و دیانت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر فروری ۱۹۴۵ء مطبوعہ الفضل ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

اول۔ کوئی قوم دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ اعلیٰ درجہ کے معیار پر دیانت اور سچائی کو اپنا روزمرہ کا دستور العمل نہ بنائے۔ اور بد دیانتی اور جھوٹ کی نجاست سے پرہیز اور نفرت نہ کرے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے نفسوں سے محاسبہ کریں۔ اور دیکھیں کہ کیا ہم حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر عمل کر رہے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ شبہ ہوگا۔ کہ جماعت کو کس طرح ترقی ہو گی۔ اور اموال کس طرح آئیں گے لیکن مجھے یہ شبہ نہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہ جماعت اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ اموال کو سنبھالنے کے لئے سچے اور دیانتدار آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اموال کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے والے ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آج جبکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اموال بڑھ رہے ہیں۔ یہ کوڑھ کا مرض جماعت میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ذلیل ترین مرض میں مبتلا کر دینے والے کیڑے جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور دیانت کا وہ معیار اب بعض شخصوں میں نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا جو ہونا چاہیئے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا۔ جس سے مذہبی شرافت اور عزت پیدا ہوتی ہے اور وہ معیار نہیں رہا۔ جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔ بعض نوجوانوں کے ہاتھ میں اگر سلسلہ کا روپیہ آ جائے تو وہ اس روپیہ کو بجائے سلسلہ کے کاموں پر خرچ کرنے کے اُسے کھانے کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ سلسلہ کے ملازموں میں بھی بعض ایسے غداروں کا ثبوت ملا ہے۔ اور چندہ لینے والوں میں بھی بعض ایسے آدمیوں کا ثبوت ملا ہے جو دیانت داری سے کام نہیں لیتے۔ میں نے اس پر غور کیا ہے۔ اور غور کرنے کے بعد میں نے قطعی طور پر فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ جماعت میں کوئی بد دیانت ہے۔ تو ایسے شخص کو جماعت میں نہیں رہنے دیا جائے گا اور جس شخص کی بد دیانتی ثابت ہو جائے گی۔ اُسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور اگر آئندہ کے لئے توبہ کرنے کی وجہ سے اُسے معاف کیا جائے گا۔ تو اُسے سلسلہ کے کسی کام کا ہرگز موقعہ نہ دیا جائے گا۔ اور جس طرح قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ جھوٹا الزام لگانے والے کی گواہی نہ لی جائے گی۔ ایسے شخص کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور سلسلہ اسے مجرم اور غدار تسلیم کرے گا۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا رحم بعض دفعہ ایسے شخص کو پولیس کے حوالے نہ کرے اور اس کے متعلق انجمن میں ہی کارروائی کی جائے۔ مگر ایک شخص کے ساتھ رحم کرنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ قوم کی گردن پر چھری پھیر دی جائے۔ اگر اس پر ہمارا رحم اُسے پولیس کے حوالے کرنے سے گریز کرے گا تو ہمارا قوم پر رحم اُسے جماعت سے خارج کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت کے نوجوان اپنے اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم میں سے ہر فرد جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹانے کی کوشش کرے گا۔ جب تک ہم جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک جماعت معیاری سکہ پر پوری نہیں اتر سکتی۔ معیاری سکہ پر جماعت تبھی اتر سکتی ہے۔ جب ساری کی ساری جماعت سچائی کے ساتھ مشہور ہو۔ اور جب ساری کی ساری جماعت بد دیانتی سے بالکل پاک ہو۔"

(مرسلہ:- جناب مرزا برکت علی صاحب آف آبادان)

## سال بھر تبلیغ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ روموں میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے مالی وسعت دے رکھی ہے صرف چھ روپیہ سالانہ کے ایک اخبار کے ذریعہ سال بھر میں تبلیغ کر سکتے ہیں اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

# خطبہ جمعہ

# بے شک یہ دن قحط اور مصائب کے ہیں مگر یاد رکھو ایسے وقت میں جو دین کی خاطر قربانی کرتے ہیں

## وہی خدا تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں

## تحریکِ جدید ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا ادارہ ہے جب تک قوم زندہ رہیگی یہ اسکے ساتھ وابستہ رہیگا

### اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان موقع عطا فرمایا ہے اگر تم اُسے کھو دو گے تو بد قسمت ہو گے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۵ر دسمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس: سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے گزشتہ جمعہ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا تھا۔ اور ساتھ ہی جماعت کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ

### تحریک جدید

ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا ادارہ ہے۔ جب تک قوم زندہ رہے گی۔ یہ ادارہ قوم کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ اور جب افراد میں زندگی منتقل ہو جائے گی یعنی جماعت کے کچھ افراد مردہ ہو جائیں گے اور کچھ زندہ رہیں گے تو یہ ادارہ زندہ افراد کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا۔ اسلام کی گزشتہ تاریخ میں جہاں مسلمانوں سے بعض بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہاں ایک اہم ترین غلطی ان سے یہ ہوئی کہ تبلیغ کو انفرادی فرض سمجھ لیا گیا۔ بیشک مسلمانوں میں مبلغ رہے گزشتہ صدیاں تو الگ رہیں۔ قریب کے زمانہ تک بھی مسلمانوں میں مبلغ رہے۔ بلکہ اس زمانہ تک رہے جس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اس میں اسلام مٹ گیا اور مسلمانوں پر موت طاری ہو گئی۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کے بندے ایسے تھے جو زندہ تھے۔ اور

### تبلیغ اسلام کے فرض

کو ادا کرتے میں خوشی رغبت اور لذت محسوس کرتے تھے پہلی صدی کو تو جانے دو۔ جب ہر مسلمان ہی ایک مبلغ تھا۔ دوسری صدی کو بھی جانے دو۔ تیسری کو بھی جانے دو چوتھی پانچویں چھٹی اور ساتویں صدی کو بھی جانے دو۔ جب تبلیغ کرنے والے بڑے اہم آدمی تھے۔ انکی بعد کی صدیوں کو بھی جانے دو۔ جب تبلیغ نہایت محدود دائرہ کے ساتھ وابستہ رہ گئی تھی۔ لیکن پھر بھی لوگ دوسرے ملکوں میں جاتے تھے۔ میں تو تیرھویں صدی کے متعلق کہتا ہوں۔ بلکہ چودھویں صدی کی ابتداء کے متعلق کہتا ہوں۔ جب بظاہر مسلمانوں پر موت آ گئی تھی کہ اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ایسے بندے موجود تھے۔ جو اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ مثلاً مغربی افریقہ ہے جس میں اسلام بہت قریب کے زمانہ میں پھیلا ہے یعنی اسی ملک میں تبلیغ ۶۰-۷۰ سال کے اندر ہوئی ہے۔ بالعموم بربری بشاتی اور سوڈانی لوگ وہاں گئے۔ اور انہوں نے اسلام کی تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے۔

پس

### انفرادی حیثیت سے

مسلمانوں میں آخر تک تبلیغ ہوتی رہی ہے۔ گو محدود ہوئی ہے لیکن اجتماعی رنگ میں تبلیغ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی قریباً مفقود ہو گئی۔ کیونکہ خلفاء ان جنگوں میں جو عیسائیوں اور زردشتیوں کے خلاف لڑی گئیں۔ اس قدر الجھ گئے کہ اس وقت جہاد اور تبلیغ دونوں کو ایک سمجھ لیا گیا۔ اور خلفاء کے بعد مسلمانوں پر جمود طاری ہو گیا۔ وہ دنیوی شان و شوکت اور ترقیات کو اپنا منتہائے مقصود سمجھ بیٹھے۔ اور

### تبلیغ کی اصل روح

کو بھول گئے۔

پس انفرادی طور پر اسلام میں نہایت عظیم الشان لوگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کے فرض کو اچھی طرح ادا کیا۔ افغانستان میں مسلمان پھیل گئے افریقہ میں وہ گئے۔ اور وہاں تبلیغ کی۔ وہ چین۔ جاپان۔ انڈونیشیا اور ہندوستان میں آئے اور یہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ اور لاکھوں لوگ ان کے ذریعہ مسلمان ہوئے۔ غرض انہوں نے تبلیغ کی اور بڑی شان سے تبلیغ کی لیکن یہ انفرادیت تھی۔ اجتماعیت نہیں تھی۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ یعنی تم میں ہمیشہ ایک ایسی امت ہونی چاہیئے۔ جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور انہیں نیکی کا حکم دے۔ اور برائی سے منع کرے اور امت کے معنے ایسی ہی جماعت کے ہیں۔ جو اپنے اندر نظم رکھتی ہو۔ چونکہ امت اور امام ایک ہی مادے سے نکلے ہیں۔ اس لئے درحقیقت امت وہی ہے جو اپنا مرکز رکھتی ہو۔ جب وہ مرکز سے نکل جائیگی ہم اُسے امت نہیں کہیں گے یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو

### امت محمدیہ

کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں چاہے اختلاف ہو جائے۔ چاہے ان کے کتنے فرقے بن جائیں۔ امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی رہے گی۔ اسی وجہ سے ہم باوجود حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہنے کے اپنے آپ کو آپ کی اُمت نہیں کہتے۔ ہمارے بچوں تک سے پوچھو۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں محمد رسول اللہ کی اُمت ہوں مسیح موعود کی جماعت میں سے ہوں۔ ہم عیسائیوں اور یہودیوں کی امت نہیں کہتے۔ عیسائی اور یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں امت تھے اب وہ امت نہیں رہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے۔ اب وہ جماعت بھی نہیں رہے۔ وہ ایک طائفہ ہیں رہ وہ ہیں۔ حزب ہیں۔ امت نہیں۔ کیونکہ کوئی امت صرف اس وقت تک امت کہلاتی ہے۔ جب تک اس میں اتحاد ہو۔ امت اس وقت تک اُمت کہلاتی ہے۔ جب تک وہ امام کے گرد چکر کھاتی ہو۔ اُمت اس وقت تک امت کہلاتی ہے جب تک وہ خاص مقاصد لے کر کھڑی ہوئی ہو۔ اُمت کے معنے خاص مقصد کے ساتھ چلنے کے بھی ہیں۔ اور اُمت وہی کہلاتی ہے جو کسی خاص مقصد کو لے کر کھڑی ہو اس میں نظم ہو۔ وہ کسی مرکزی نقطہ کے گرد چکر کھاتی ہو۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر میں مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو مقصد تبلیغ کو لے کر کھڑے ہوں۔ ان کا عمر بھر یہی کام ہو کہ وہ ایک نظام کے ماتحت رہیں۔ لیکن یہ بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہوئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں یہ نظر نہیں آتا ہے کہ آپ لوگوں کو ادھر ادھر بھیج رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ تم فلاں جگہ پر جاؤ اور انہیں اسلام کی تعلیم دو۔ آپ کے زمانہ میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھتے ہیں تاکہ وہ دین سیکھیں ہمیں نظر آتا ہے کہ وفود باہر جا رہے ہیں تا وہ دوسرے لوگوں کو اسلام کی تعلیم سکھلائیں۔ اور باہر سے وفود آ رہے ہیں۔ تا مدینہ میں آ کر وہ اسلام کی تعلیم حاصل کریں۔ خلفاء کے وقت میں صحابہؓ جنگوں میں الجھ گئے۔ اور اس طرح کی تبلیغ کے لئے وہ وقت نہ نکال سکے۔ اور ان کے بعد لوگ سستی اور غفلت کی وجہ سے اس طرف سے ہٹ گئے۔ اور انہوں نے اپنے مقصد کو بھلا دیا۔ چونکہ درمیان میں وقفہ پڑ گیا تھا۔ اس لئے بعد میں آنے والے اپنے اس مقصد کو بھول گئے۔ اور ولتکن منکم امۃ الخ پر عمل نہ ہوا۔

اب تبلیغ جیسے

### عظیم الشان کام

کو جاری کرنے کے لئے سلسلہ احمدیہ نے تحریک جدید جاری کی ہے۔ تا باہر سے لوگ بلوائے جائیں۔ جو یہاں آ کر دین سیکھیں۔ اور ان میں سے لوگ تیار کئے جائیں جو باہر جا کر لوگوں کو دین سکھائیں یہی قرآن کریم کہتا ہے کہ تم باہر کے لوگوں کو تحریک کرو کہ وہ تمہارے پاس آ کر دین سیکھیں اور مرکز میں تم ایک ایسی جماعت تیار کرو۔ جو باہر جائے اور لوگوں کو دین سکھائے۔ تحریک جدید ان دونوں مقاصد کو پورا کرتی ہے۔ ۱۳۰۰ سال کے عرصہ میں لیکن زمانہ نبوت میں یہ کہ وقت میں مجبوراً اور ان کے بعد مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ہمیں یہ چیز نظر نہیں آتی۔ آج صرف ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق ملی ہے یہ کتنا عظیم الشان کام ہے

اس کام کی وجہ سے تمہیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تمہارے مقابل میں کوئی اور ٹھہر نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مصری لوگ اگرچہ ہم سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کے تعلق قائم نہیں اور ہیں جیسے وہ عام طور پر ہماری مخالفت کرتے ہیں لیکن متواتر کچھ عرصہ کے بعد مصری اخبارات میں ایسے مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ جن میں بتایا جاتا ہے کہ ۱۳۰۰ سال تک کسی نے وہ کام نہیں کیا جو آج جماعت احمدیہ کر رہی ہے حال ہی میں جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور جماعت احمدیہ کے خلاف مصر کے مفتی اعظم نے فتویٰ دیا ہے۔ ایک شخص نے اپنے اخبار میں اس کے متعلق ایک مضمون لکھا جس میں ایک طرف وہ اس فتویٰ کی تائید کرتا ہے

اور

### دوسری طرف یہ کہتا ہے

کہ جماعت احمدیہ دنیا میں ایک واحد جماعت ہے۔ جو تبلیغ کا کام کر رہی ہے اس کے ہندوستان اور دوسرے ممالک میں کئی مبلغ ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس نے جھوٹ کو عظمت دی ہے لیکن ساتھ ہی اسے یہ اقرار کرنا پڑا ہے۔ کہ تبلیغ صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اور یہ ایک فضیلت ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دوسرے مسلمانوں پر دی ہے۔ اور یہ فضیلت ایسی ہے کہ لوگ اس کی نقل بھی نہیں کر سکتے۔ اب اخبار شور مچا رہے ہیں۔ کہ مسلمان ایک کروڑ روپیہ چندہ دیں تا مبلغ تیار کئے جائیں۔ اور یہ مبلغ دوسرے ممالک میں جا کر احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا کریں۔ مگر یہ لوگ اپنے گھر کیا کر رہے ہیں۔ اس کا اس امر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جنرل نجیب جو موجودہ مصری حکومت کا ہیڈ ہے اعلان کرتا ہے۔ کہ مسلمانو تم خدا کے لئے ہمیں اس بات میں مدد کرو۔ کہ ہم لوگوں کو بتائیں کہ اسلام ترقی کرنے والا اور رحم کرنے والا مذہب ہے۔ وہ جبر نہیں کرتا۔ اور ملکوں کے لوگ تو اس طرح چل رہے ہیں لیکن ہمارے ملک میں مسلمان ہمارا مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہمارا مبلغ باہر جائے گا تو وہ کہے گا کہ اسلام بیشک جہاد ہے لیکن جہاد کے معنی دفاع کے ہیں۔ اب کون احمق ہوگا۔ جو کہے کہ تمہارے ملک پر حملہ ہو جائے تو تم لڑائی نہ کرو۔ کون احمق ہوگا جو اس بات کی تردید کرے گا۔ کون ایسا شخص ہوگا کہ تم پر چاہے ظلم ہو رہا ہو لیکن تمہارے مذہب کو لڑائی کی تعلیم نہیں دینی چاہیئے۔ تم ظلم ہونے دو اگر کوئی مذہب کہتا ہے کہ جب تم پر ظلم ہو جب تمہارے ملک پر کوئی دوسرا حملہ کر دے تو اس سے لڑائی کرو۔ اور

اپنے

### ملک کی خاطر قربانیاں دو

تو ہر شخص کہے گا کہ یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ مذہب کا تعلق اخلاق اور روحانیت سے ہے۔ اور اخلاق اور روحانیت چاہتے ہیں کہ ظلم کو روکا جائے مگر مذہب [illegible] اور کہے کہ تمہارے ملک پر کوئی حملہ کرتا ہے تو تم اس کا

مقابلہ کرو مگر تم یہ لڑائی ملک کے بچانے کی خاطر کرتے ہو تب بھی ثواب کے مستحق ہو گے۔ اور اگر مذہب کے بچانے کے لئے لڑائی کرتے ہو تو اور بھی زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے۔ یہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ امریکہ، انگلستان، جرمنی، فرانس، انڈونیشیا، چین اور جاپان غرض کوئی ملک بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا جو شخص بھی کہے گا کہ جب تم پر حملہ ہو۔ تم دوسرے سے نہ لڑو تو ہم اس سے کہیں گے کہ اگر تم پر حملہ ہو جائے تو تم دشمن سے لڑو گے یا نہیں۔ اگر روس پر حملہ ہوگا تو کیا روسی یہ کہیں گے کہ ہم تو صلح پسند ہیں۔ ہمیں لڑنا نہیں چاہیئے اگر کوئی ہم سے کہے گا کہ تمہاری یہ تعلیم اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لڑائی کا حکم دیتی ہے تو ہم اس سے دریافت کریں گے کہ اگر دشمن تم پر حملہ کر دے تو کیا تم اس سے لڑو گے یا نہیں۔ وہ فوراً کہے گا۔ ہاں ہم ان سے لڑیں گے۔ تو ہم اس سے کہیں گے کہ یہی حکم ہمارا

مذہب دیتا ہے۔ اور یہ حکم فطرت کے عین مطابق ہے جہاد صرف ایک دنیوی چیز کو مذہبی تائید حاصل ہونے کا نام ہے۔ اگر کوئی دشمن تم پر حملہ کر دیتا ہے۔ اور لوگ اس کا دفاع کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہارا ایسا کرنا

### صرف نصرت کا تقاضا

ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ بھی اسے پسند کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک دنیوی فعل کو تقدیس دیدی ہے۔ مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ ایک دنیوی فعل ہے۔ لیکن اگر وہ یتیم کو کھانا کھلاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے اس فعل کو تقدیس دے دیتا ہے کہ وہ ایک یتیم کو کھانا کھلاتا ہے جو خدا تعالیٰ

کی خوشنودی کا موجب ہے۔ پس کھانا ایک ہی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایک کھانے کو تقدیس دیدی ہے۔ اسی طرح لڑائی ایک ہی ہے۔ اور ہر ملک لڑتا ہے۔ لیکن اگر مذہب پر حملہ ہو۔ تو اس وقت شریعت اس لڑائی کو تقدیس دیدیتی ہے اور کہتی ہے کہ اب خدا تعالیٰ بھی تمہاری مدد کریگا۔ جو شخص اس لڑائی میں مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اور جو شخص پیٹھ پھیرے گا۔ وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان ہوگا۔ اس کا نام جہاد ہے۔ لوگ سفر کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ کرتے ہیں۔ حج بھی ایک سفر ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اسے تقدیس دیدی ہے۔ لاہور، کلکتہ اور کراچی کے سفروں کو تقدیس نہیں دی کام ایک ہی ہے۔ سفر میں روپیہ خرچ ہوتا ہے لوگ بیوی بچوں کو چھوڑتے ہیں۔ ریلوں اور جہازوں پر سفر کرتے ہیں کچھ عرصہ باہر رہتے ہیں۔ اور پھر واپس آجاتے ہیں۔ یہی حج میں ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ایک سفر کو خدا تعالیٰ نے تقدیس دیدی اور وہ حج

بن گیا۔ اور ایک سفر دنیوی اغراض کے لئے تھا اس لئے وہ سفر کا سفر رہا۔ جب ہم یہ تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جہاد کے یہ معنی ہیں تو ہر ایک اس کی تائید کرتا ہے۔ اور تائید کرنے پر مجبور ہوتا ہے جو شخص تائید نہیں کرے گا۔ وہ اپنے ملک کا غدار ہوگا اگر ایک انگریز کہتا ہے کہ اگر کوئی تم پر حملہ کرے تو تم اس کا دفاع کرو۔ تو تم ذلیل ہو تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تو ہم کہیں گے۔ کہ اگر برطانیہ پر حملہ ہو تو تم دشمن کا مقابلہ کرو گے یا نہیں۔ اگر وہ کہے گا ہم مقابلہ نہیں کریں گے۔ تو وہ غدار ہوگا۔ اس کی ایسی ہی حالت ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ

### حضرت امام ابو حنیفہ

کا کوئی دشمن تھا۔ وہ بغداد کے خلیفہ کے پاس گیا اور

اسے کہا کہ آپ امام ابوحنیفہ کو بلائیے۔ میں اس سے چند باتیں پوچھوں گا۔ اور آپ کو بتاؤں گا کہ وہ آپ کے دشمن ہیں۔ خلیفہ نے آپ کو بلایا جب امام ابوحنیفہ دربار میں پہنچے۔ تو اس شخص نے حنیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا۔ کہ آپ کے دادا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عہد کرے۔ اور چند دن کے بعد اس کے ساتھ کوئی شرط لگا دے تو یہ جائز ہوگا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ بات درست ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے کہا یہ غلط ہے شرط عہد کرتے ہوئے لگائی جائے تو وہ درست ہوگا۔ اس شخص نے کہا دیکھئے حضور۔ ان کا آپ کے دادا کے متعلق یہ خیال ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے غلط کہا ہے۔ اس پر خلیفہ غصہ میں آگیا حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا حضور یہ دوست یہ اعتراض کرتے ہیں ان کا مذہب کیا ہے۔ ان سے یہ بھی دریافت فرمایئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور کو اپنی فوجوں پر کوئی اختیار نہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ کیا آپ کے جرنیلوں اور افسروں نے آپ کی بیعت کی ہوئی ہے۔ خلیفہ نے کہا۔ ہاں حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا میں کہتا ہوں ان کی بیعت پکی ہے لیکن یہ شخص کہتا ہے کہ ان کی بیعت پکی نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک بعد میں شرط لگانا جائز ہے۔ اگر آپ کے جرنیلوں اور افسروں نے آپ کی بیعت کر لی ہے لیکن گھر جا کر وہ اس کے ساتھ شرط لگا لیں۔ کہ آپ کی فلاں بات مانیں گے اور فلاں نہیں مانیں گے تو ان کے نزدیک یہ درست ہے اس پر خلیفہ گھبرا گیا باہر آ کر اس شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ سے کہا کہ تم تو آج مجھ کو مروانے لگے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا تم بھی مجھے مروانے لگے تھے۔ لیکن میں نے دونوں کی جان بچالی حالانکہ یہ ہے کہ اگر بیعت کے بعد اس کے ساتھ بعض شرائط لگا لی جائیں۔ تو عہد ہی ختم ہو گیا اسی طرح اگر

### ہمارے مبلغ

کسی مجلس میں جائیں اور کہیں کہ ہم جہاد کے قائل ہیں لیکن جہاد کے معنی دفاع کے ہیں۔ مثلاً ہم کسی امریکی مجلس میں جائیں اور کوئی امریکن یہ اعتراض کرے کہ آپ کا یہ عقیدہ درست نہیں۔ تو ہم اسے باطل ثابت کر دیں گے کیونکہ اگر وہ کہے گا۔ کہ دفاع کے لئے لڑنا جرم ہے۔ تو ہم کہیں گے اگر امریکہ پر حملہ ہو گیا تو کیا تم لڑو گے یا نہیں۔ اگر وہ کہے گا میں لڑوں گا تو ہم کہیں گے کہ تب تو یہ ظلم نہیں رہا ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے اور اگر اس نے کہا کہ میں نہیں لڑوں گا۔ تو وہ ملک کا غدار ہو جائے گا اسی طرح اگر کوئی انگریز کہے کہ تمہارا عقیدہ درست نہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ اگر دشمن برطانیہ پر حملہ کر دے۔ تو کیا تم دفاعی جنگ کرو گے۔ یا نہیں۔ اگر وہ کہیگا کہ ہم دفاعی جنگ کریں گے تو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ ہم کہیں گے۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے لیکن اگر وہ کہے ہم جنگ نہیں کریں گے۔ تو وہ اپنے ملک کا غدار ثابت ہو گیا کہ خطرہ کے وقت بھی وہ ملک کے لئے قربانی کرنے کو تیار نہیں۔

غرض کوئی ایسی قوم دنیا کی نہیں۔ جو ہمارے اس عقیدہ پر اعتراض کرے۔ اور پھر وہ غدار ثابت نہ ہو جائے سیاسی طور پر ہماری تائید نہ کرنے لگ جائے

---

# جماعت کے ہر فرد سے وعدہ لیا جائے

سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اگر جماعت کے تمام افراد اپنے فرائض کو ادا کرتے تو کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ موجودہ تحریک جسے دفتر دوم کہتے ہیں۔ پانچ چھ لاکھ تک نہ پہنچ جاتی لیکن بات یہ ہے۔ کہ جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اگر جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اگر جماعت کے ہر مرد اور عورت، جوان اور بوڑھے سے وعدے لئے جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ تحریک کے وعدے موجودہ وعدوں سے دُگنے تگنے ہو جائیں۔ اور اگر ایسا ہو جائے۔ تو ہم اپنے کام کو بہت کچھ وسیع کر سکتے ہیں۔"

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

پس ہمارے مبلغ باہر جائیں گے۔ تو یہ تعلیم پیش کریں
گے لیکن احراری مبلغ کیا کریں گے۔ وہ وہاں جا کر یہ
تو کہیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ

### جہاد کے معنے

یہ ہیں کہ تلوار اٹھاؤ۔ اور ہر کوئی جو اسلام قبول نہ کرے
اُسے قتل کر دو۔ اول تو وہ اُسے اُسی وقت ملک سے
باہر نکال دیں گے۔ دوسرے اگر کوئی شخص سنے گا اور
وہ اسلام کا مداح ہو گا تو وہ کہے گا میں تو اسلام پر
ایمان لانے ہی لگا تھا مگر معلوم ہوا کہ یہ تو اسلام
انتہائی گندہ مذہب ہے۔ اور اگر وہ سنجیدہ انسان
ہو گا اور دل سے اسلام کا مداح ہو گا تو وہ کہے گا۔
یہ شخص ذلیل ہے۔ جو اسلام کے متعلق غلط خیالات
پھیلاتا ہے۔ ورنہ اسلام جبر کو روا نہیں رکھتا۔
غرض یا وہ شخص ذلیل ہو گا۔ اور یا اسلام ذلیل ہو گا۔
اگر دشمن احراری مبلغ کی بات کو مان لے گا تو اسلام
ذلیل ہو گا۔ اور اگر وہ اس کی بات نہیں مانے گا۔ تو
احراری مبلغ ذلیل ہو گا۔ وہ کہے گا۔ اسلام ذلیل
مذہب نہیں تم ہی ذلیل انسان ہو جو ایسے خیالات
پھیلا رہے ہو۔ پھر ہم کہیں گے۔ انبیاء سب معصوم
تھے۔ عیسائی کہیں گے مسیح کفارہ ہو گیا۔ اس لئے
کہ وہ بے گناہ تھا۔ اور کفارہ بے گناہ کا ہوتا ہے
ہمارا مبلغ کہے گا۔ کہ انبیاء سب معصوم تھے۔ آدمؑ بھی
معصوم تھے۔ موسیٰؑ بھی معصوم تھے۔ ہارونؑ بھی معصوم
تھے۔ یونسؑ بھی معصوم تھے۔ عیسیٰؑ بھی معصوم تھے۔
احراری کہے گا یہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء سب گناہ کرتے
تھے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام معصوم تھے۔ پھر

### دو ہی چیزیں

ہوں گی یا تو سننے والا کہے گا میں اسلام کو قبول کرنے
والا تھا۔ میرا خیال تھا۔ کہ سب انبیاء معصوم تھے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی معصومیت حاصل
نہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا۔ کہ معصوم صرف حضرت
عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے۔ باقی سب انبیاء گناہ
کرتے تھے۔ اچھا ہوا۔ کہ تم نے مجھے بچا لیا۔ اور
اگر اس شخص میں شرافت ہو گی۔ تو وہ اسلام پر قائم
رہے گا۔ اور کہے گا کہ تم بے حیا ہو۔ اسلام کی
یہ تعلیم نہیں۔ تم مسلمان کہلاتے ہوئے محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیریکٹر پر حملہ کرتے ہو۔ غرض وہ
کونسا مسئلہ ہے۔ جس میں احراری لوگ ہمارے
مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں گے۔ خدا تعالیٰ نے
ہمیں صداقت دی ہے کہ یہ لوگ ایک کروڑ
کیا دس ارب روپیہ بھی جمع کر لیں تو ہمارا کچھ
نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جہاں بھی وہ جائیں گے۔

**اور جو بھی دلیل وہ دیں گے۔ اس کے مقابلہ میں
ہماری دلیل زیادہ مضبوط ہو گی۔ ہم ان کے مقابلہ
میں زیادہ سچی تعلیم پیش کریں گے۔ اور ہر جگہ**

### ہم ہی غالب ہوں گے

بلکہ خوب ہمیں تو خوشی ہو گی کہ یہ لوگ اپنے
مبلغ بیرونی ممالک میں بھیجیں۔ اول تو یہ نتیجہ تو
ناممکن ہے۔ یہ لوگ یہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ یہ تو
دس کروڑ روپیہ بھی ہو گا تو کھا جائیں گے لیکن اگر یہ
لوگ مبلغ بھیجیں گے۔ تو ان کا یہ اقدام ہمارے لئے
خوشی کا موجب ہو گا۔ ان کا مبلغ ہمارے مقابلہ میں جو
مسئلہ بھی پیش کریگا۔ وہ اُسے ذلیل کرے گا مثلاً اگر
وہ ہمارے متعلق یہ کہیگا۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اس لئے ہم
آپکی ہتک کرتے ہیں۔ تو ہم کہیں گے۔ ہم تو آپ کو
خاتم النبیین مانتے ہیں۔ پھر بھی اگر ہم ہتک کرتے
ہیں۔ تو کیا وہ شخص آپ کی عزت کرتا ہے۔ جو کہتا ہے
کہ آپ نعوذ باللہ اپنی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینبؓ
کو ننگا دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے۔ یہ شخص تو آپ
پر ایسا گندا الزام لگا کر بھی آپ کی ہتک نہیں کرتا
اور ہم ہتک کر رہے ہیں۔ جو آپ کو ان تمام اتہامات
سے پاک جانتے ہیں۔ آخر وہ کونسا انسان ہو گا۔ جو
ان لوگوں کی تائید کرے گا۔ ہر ایک شخص کہے گا کہ یہ
شخص تو اپنے نبی کو بھی گالیاں دیتا ہے۔ عیسائیوں
نے اگر کفارہ کو مانا ہے۔ تو کم از کم انہوں نے حضرت
مسیح علیہ السلام کو تو گناہ سے پاک سمجھا ہے لیکن یہ شخص
اپنے نبی پر بھی الزام لگاتا ہے غرض وہ کونسی چیز ہے
جس میں یہ لوگ ہمارا مقابلہ کریں گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے

### تمہیں توفیق دی ہے

کہ تم تبلیغ کرو۔ اور دوسروں **کا رستہ اس نے روک**
دیا ہے یا تو وہ احمدی ہو کر تبلیغ کریں گے اور
یا یہ مسائل کو پیش کریں گے۔ جن پر دوسرے
لوگ ہنسیں گے۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ سیاسی طور پر
یورپین لوگوں کو اپنی طرف کر لیں۔ کیونکہ یورپین
لوگ جتھے کی طرف جاتے ہیں۔ وہ اس بات کی پرواہ
نہیں کریں گے۔ کہ احمدیت کیا سچائیاں پیش کرتی ہے
اور غیر احمدیت کیا کچھ اسلام کے خلاف پیش
کرتی ہے۔ وہ اکثریت کی طرف ہو جائیں گے اور کہیں
گے ہمیں ان سے کیا فائدہ ہے۔ ان میں طاقت
نہ جتھہ بندی ہے لیکن احمدی تو اقلیت میں
ہیں۔ لیکن جو شخص اخلاق کو مانتا ہے۔ مذہب کو
مانتا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی غیر احمدیوں کی بات
نہیں مان سکتا۔ پس خدا تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان
موقعہ عطا کیا ہے۔ اگر تم اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ
دو گے۔ تو تم کتنے بدقسمت ہو گے۔ پس یہ تحریک
اپنے ساتھ بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اتنی بڑی
اہمیت کہ تیرہ سو سال تک کسی شخص کو اس کام کی
توفیق نہیں ملی۔ جو اس تحریک کے ماتحت کیا جا رہا
ہے۔ دوسرے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا
کر دیے ہیں۔ کہ اس کام میں کوئی شخص ہمارا مقابلہ
نہیں کر سکتا۔ یا تو اُسے احمدی ہونا پڑے گا اور یا شرمندہ
ہونا پڑے گا۔ دیکھو پچھلے دنوں اخبارات میں اسلام
کی تائید میں بعض مضامین نکلے ہیں۔ لیکن وہ حضرت

**مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی**

### کتابوں کی نقل تھی

جن پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ گویا حضرت مرزا
صاحب کا نام آئے یا نہ آئے۔ لیکن آج اسلام
وہی ہے۔ جو آپ نے پیش کیا ہے یہ خدا تعالیٰ کی
تقدیر ہے اُسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ گو میرے نزدیک
اب ایک دور ایسا آ رہا ہے کہ غیر احمدی ہمارے
عقیدے لے لیں گے۔ اور کفر ہم پر لگا دیں گے۔
مگر پھر نوجوانوں کا ایک طبقہ آئے گا۔ جو کہے گا کہ یہ
تو وہی باتیں ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے کہی ہیں۔ اس لئے آپ پر کفر کا فتویٰ لگانے کے
کیا معنی۔ ان کو ماننا چاہیئے۔

پس تحریک جدید خدا تعالیٰ کے فضل اور برکت
سے آئی ہے۔ اور ہر شخص کو اس میں حصہ لینے کی کوشش
کرنی چاہیئے۔ میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا۔ کہ یہ قحط کا زمانہ
ہے۔ مصائب اور آفات کا زمانہ ہے۔ لیکن جس طرح
ایک ماں اپنے آپ کو فاقہ میں رکھتی ہے۔ لیکن اپنے بچے
کو فاقہ نہیں آنے دیتی۔ اسی طرح تم بھی دین سے ماں
جیسی محبت کرو۔ تم خود فاقہ کر لو لیکن دینی کاموں
میں سستی نہ آنے دو۔ احادیث میں آتا ہے کہ
ایک دفعہ

### حضرت عائشہؓ

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ آج
ایک بات کو دیکھ کر مجھے بڑی تکلیف ہوئی۔ اور میرے
دل پر اس کا گہرا اثر ہے۔ یا رسول اللہ ایک غریب
عورت آج میرے پاس آئی۔ اس کے دائیں اور
بائیں دو بچے تھے۔ اس نے میرے پاس آ کر کہا میں
بھوکی ہوں مجھے کھانے کو کچھ دو۔ میرے پاس کچھ نہیں
تھا میں نے کہا۔ اچھا دیکھتی ہوں۔ اگر کچھ کھانے کو
ملا تو تمہیں دیتی ہوں۔ یا رسول اللہ مجھے سوائے ایک
کھجور کے اور کچھ نہ ملا۔ اس عورت کا چہرہ سوکھا ہوا
تھا۔ اور اس کے چہرے پر بھوک کی وجہ سے اضمحلال
کے آثار تھے۔ میں نے اُسے وہ کھجور دے کر کہا۔ میرے
پاس یہی ایک کھجور ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔
یا رسول اللہ اس عورت نے اُسی وقت دانتوں سے
اس کھجور کے دو حصے کئے۔ اور ایک حصہ ایک بچے کو
دے دیا۔ اور دوسرا حصہ دوسرے بچے کو دیدیا۔ یا رسول
اللہ اس نے خود اُسے چکھا بھی نہیں۔ رسول کریم صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تبھی تو خدا تعالیٰ نے ماؤں کے
قدموں کے نیچے جنت رکھی ہے۔

پس مائیں خود بھوکی رہتی ہیں۔ لیکن بچے کو بھوکا
نہیں رہنے دیتیں۔ کیا ہمارا ایمان ہمیں اتنا بھی نہیں
دیتا کہ ہم ماؤں سے زیادہ نہیں تو ماؤں جتنی ہی خدا
تعالیٰ کے دین سے محبت کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک دفعہ حضرت عمرؓ آئے۔ اور عرض
کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ ہم

### بچوں کے لئے اتنی قربانیاں

کرتے ہیں۔ لیکن بچے ہمارے لئے کوئی قربانی نہیں کرتے
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا لطیف جواب دیا
فرمایا۔ اس لئے کہ ہم نے بچوں کو جنا ہے۔ بچوں نے
ہمیں نہیں جنا۔ ماں باپ دراصل بچوں کیلئے محبت کچھ

## مساجد کا قیام قوم کیلئے بہت بڑی برکت کا موجب ہوتا ہے

### جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد تعمیر کرنے کی بابرکت تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے

(۱) وکلاء۔ ڈاکٹر۔ کنٹریکٹر پیشہ ور احباب وغیرہ گذشتہ سال کی آمد معین کریں۔ اور پھر اس تعیین کے بعد اگلے سال ان کی آمد میں جو زیادتی ہو اس کا دسواں حصہ خانہ خدا کی تعمیر کے لئے ادا کریں (ب) علاوہ سالانہ آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ دینے کے وہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینے ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی مسجد فنڈ میں ادا کریں (۲) ملازمین احباب کو ہر سال جو پہلی ماہانہ ترقی ملے۔ وہ مساجد کی تعمیر کے لئے دی جائے۔ اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ کے لئے دیا جائے۔ (۳) زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو۔ وہ ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے اور جن کے پاس اس سے زائد زمین ہو۔ وہ دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے مسجد فنڈ میں چندہ دیں (۴) مزارع جن کے پاس دس ایکڑ سے کم مزارعت ہو۔ وہ دو پیسہ فی ایکڑ کے حساب سے۔ اور اس سے زائد مزارعت والے ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے رقم ادا کریں۔ (۵) بڑے تاجر مثلاً منڈیوں کے آڑھتی کمپنیوں والے کارخانوں والے وغیرہ وغیرہ ہر مہینے کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیا کریں۔ چھوٹے تاجران ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیا کریں۔ (۶) مستری۔ لوہار۔ مزدور دوست ہر مہینہ کے پہلے دن کی مزدوری کا یا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی مزدوری کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دیں (۷) مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بیٹے کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر پر یا امتحان میں پاس ہونے پر کچھ نہ کچھ رقم ضرور مسجد فنڈ میں دی جائے جو بذریعہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام اس ہدایت کے ساتھ بھجوائی جائے کہ یہ رقم مساجد فنڈ تحریک جدید میں جمع کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

کرتے ہیں۔ لیکن بچے اس کا خیال نہیں رکھتے۔ مختلف قسم [illegible] بنا دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض بچے اپنے ماں باپ کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ کہ وہ خود تکلیف اُٹھائیں فاقہ کریں۔ اور اپنے ماں باپ کو کھلائیں۔ بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کچھ زائد بچ گیا۔ تو دے دیا۔ اور بعض بچے تو اتنے بے حیا ہوتے ہیں کہ بچا ہوا بھی ماں باپ کو نہیں دیتے۔ پس کم از کم ماں جتنی محبت تو ہمیں دین سے ظاہر کرنی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ ہم سے ماں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔ ہمیں خدا تعالےٰ تو نظر نہیں آتا۔ اس کا دین نظر آتا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ماں سے زیادہ دین سے محبت کریں۔ اور اگر زیادہ محبت نہیں کرسکتے تو کم از کم ماں جتنی محبت تو کریں۔ غالباً

## جنگ بدر کا واقعہ

ہے۔ کہ جنگ کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایک عورت کی طرف توجہ دلائی جس کا بچہ گم ہوگیا تھا۔ وہ اپنا بچہ تلاش کر رہی تھی۔ اسے کوئی بچہ نظر آتا۔ تو وہ اس کے پاس دوڑ کر جاتی۔ اسے اُٹھا لیتی۔ پیار کرتی۔ پھر آگے چل جاتی۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا بچہ مل گیا۔ اس نے اُسے پیار کیا۔ پھر اُسے لے کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ اسے یہ خیال بھی نہیں تھا کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے دیکھا اس عورت کا بچہ گم ہوگیا تھا۔ وہ کسی اور کا بچہ دیکھتی۔ تو اسے پیار کرتی اور آگے چل جاتی لیکن جب اُسے اپنا بچہ مل گیا۔ تو اس نے اُسے گلے لگایا۔ پیار کیا۔ اور آرام سے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ اسے اس بات کا ذرا بھی احساس نہ رہا۔ کہ عرب پر تباہی آئی ہے۔ اس کی قوم کے بڑے بڑے جرنیل مارے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خدا تعالےٰ کا کوئی گمراہ بندہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ تو اسے اس ماں سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

پس ایسا محبت کرنے والا اور پیار ہونے دکھانے والا خدا تعالےٰ ہمیں نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کا دین تو نظر آتا ہے۔ ہمارے دل میں دین کی محبت ماں کی محبت سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ اور اگر زیادہ نہیں۔ تو ماں جتنی تو ہو جس کو فاقہ تھا۔ بھوک لگی تھی۔ ایک کھجور ملی تو اس نے چکھی نہیں بلکہ نصف نصف کر کے اپنی لڑکیوں میں بانٹ دی۔ پس بے شک یہ دن نحط کے ہیں مصائب کے ہیں۔ آفات کے ہیں۔ لیکن دین کی خدمت کرنیوالا بھی تو تمہارے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر دین کو فاقے مار دوگے تو تمہیں مار دوگے۔ اور اگر اسے پالوگے تو تمہیں پالوگے۔ اگر اس کی خاطر فاقہ کروگے تو تمہیں کروگے۔ اور کوئی قربانی کروگے تو تم ہی کروگے۔ اور کوئی نہیں کریگا اس کا وجود خدا تعالےٰ نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ تمہیں اس کے ولی ہو۔ تمہیں اس کے متکفل ہو۔ تمہیں اسکے مربی ہو اور تمہیں اسکے محافظ ہو۔ اس کا ولی اور محافظ تمہارے سوا کوئی نہیں نہ کوئی آج تمہارے سوا اسلام کی خبر پوچھنے والا ہے۔ نہ کوئی اس کی خاطر قربانی کرنے والا ہے اور نہ کوئی اس سے محبت کرنیوالا ہے۔ اگر تم غفلت کروگے تو یہ مُردہ ہو جائیگا۔ اور اگر تم ہوشیار رہوگے تو یہ جیئے گا۔ اگر اس کی خاطر قربانی کروگے تو تم کروگے لیکن یاد رکھو اگر تم دین کے لئے قربانی کروگے تو تم بھی زندہ رہوگے کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی خاطر قربانی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اُسے مرنے نہیں دیتا۔ دنیا میں لوگوں پر فاقے آتے ہی ہیں۔ لوگوں پر مصائب اور آفات آتی ہی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ پر بھی فاقے آئے۔ مصائب آئے آفات آئیں اور ہم پر بھی مصائب۔ تکالیف اور فاقے آئیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے ان فاقوں اور آفات و مصائب میں بھی دین کی خاطر قربانی کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ ہمیں بھی ان کی طرح نمونہ دکھانا ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی غرض کے لئے

## صحابہؓ سے چندہ

مانگا۔ حضرت علیؓ باہر گئے۔ گھاس کاٹا۔ اور اسے بیچ کر جو قیمت ملی وہ چندہ میں دیدی۔ اسی طرح ایک صحابی ایک کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں جاکر لوگوں کا پانی بھرا۔ اور اس کی جو اجرت ملی۔ وہ چندہ میں دیدی۔ اس وقت لوگ ان کی حقیر قربانی پر ہنسے لیکن وہ تمسخر کی وجہ سے ہنسے۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ بھی آسمان پر ہنسا۔ لیکن وہ خوشنودی کی وجہ سے ہنسا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ لوگ کیسے حقیر ہیں۔ یہ اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دین کی خاطر مٹھی بھر جو دے دیئے اس سے وہ دنیا پر فتح حاصل کرلیں گے۔ لیکن خدا تعالےٰ بھی آسمان پر ہنسا اور اس نے کہا یہ کہ دراصل ان بھی کس طرح قربانی کرتے ہیں۔ یہ کتنی بلند پروازی کرتے ہیں۔ یہ چوٹی کو پاؤں تلے روند کر میرے عرش پر ہاتھ مارتے ہیں۔ غرض ہنسے دونوں ہی۔ خدا تعالےٰ بھی ہنسا اور لوگ بھی ہنسے۔ لیکن ایک اعجاب کی بنا پر ہنسا اور ایک تمسخر کی وجہ سے ہنسا۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہنسی ہی پوری ہوتی ہے

تمہیں خدا تعالےٰ نے وہ

## موقعہ عطا فرمایا ہے

جو سال دو سال میں تو کیا دوسرے لوگوں کو صدیوں میں بھی میسر نہ آیا۔ یہ عید سینکڑوں سال کے بعد آئی ہے۔ عام عید آتی ہے تو لوگ گھروں میں خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ لیکن تمہاری عید اور تمہارا چاند تو نرالا ہے۔ دنیا کے مصائب اور آفات تمہارے دلوں کو افسردہ نہیں کرسکتیں۔ دنیا کے رنج و آلام تمہارے چہروں پر غم کے آثار پیدا نہیں کرسکتے۔ مخالفتیں تمہیں قربانی سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں۔ اس لئے کہ تمہیں وہ کچھ ملا ہے جو پچھلی تیرہ صدیوں میں دوسروں کو نہیں ملا۔ خوش قسمتی سے یہ موقعہ تمہیں کوئی صدیوں کے بعد ملا ہے۔ صدیاں گذر جاتی ہیں اور یہ مبارک موقعہ کسی کو نہیں ملتا اور صدیاں گذر گئیں یہ موقعہ کسی کو نہیں ملا۔ یہ موقعہ بڑی قسمت کے ساتھ ملا کرتا ہے۔ ایک لحاظ سے دین کا ضعف بھی

## انسان کے لئے طاقت کا موجب

ہوتا ہے۔ ان تکالیف اور مصائب کے وقت میں وہی لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے مقرب اور محبوب ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کے لئے مثال اور نمونہ بنتے ہیں۔ جنہیں آیندہ نسلیں فخر کے ساتھ یاد کرتی ہیں۔ ان کے کارناموں کو دیکھ کر وہ حسرت سے دعائیں کرتی ہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے تمہیں وہ دن نصیب ہوا ہے۔ تم اسے ضائع نہ کرو۔ تم قربانیاں کرو۔ دین کی خاطر ہر مصیبت اُٹھاؤ۔ اور اسلام کی خدمت کرنے میں برکت تلاش کرو۔ خدا تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

جیسا کہ ہر سال ہوتا ہے۔ میں نے اس سال بھی وعدوں کی آخری تاریخ

## ۲۱ر فروری

مقرر کی ہے یعنی تمام وعدے ۲۱ر فروری تک ہو جانے چاہئیں۔ سوائے پاکستان کے باہر کے ملکوں کے جن کے متعلق جلد اعلان کیا جائے گا بہرحال ہر ایک احمدی کی یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ وعدے جلسہ سالانہ سے پہلے آجائیں تا آئندہ سال کا بجٹ تیار کرنے میں سہولت ہو۔ اب چونکہ تحریک جدید ہمیشہ کیلئے ہے۔ اس لئے اگلے سال سے آگے بڑھنے کی جو پابندی تھی وہ نہیں رہے گی۔ حالات اور آمد کی تبدیلی پر وعدے میں بھی تبدیلی کی طرح تحریک جدید کے لئے آمد کا کوئی جزو مقرر نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ جس طرح وصیت کا چندہ آمد کے کم اور زیادہ ہونے کی وجہ سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً سو روپے ماہوار آمد ہے تو دس روپے چندہ وصیت ہوگا۔ اور اگر ۶۰ روپے آمد ہوگئی ہے۔ تو چھ روپے ماہوار چندہ ہوگا اس طرح تحریک جدید میں بھی حالات کے تبدیل ہو جانے پر

## تبدیلی ہوسکے گی

اگر ایک شخص پہلے سو روپے چندہ دیتا تھا اور بعد میں اس کے حالات بدل گئے۔ مثلاً ملازم تھا ریٹائر ہوگیا۔ تو اس کا چندہ تحریک جدید کم ہوسکتا ہے ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ دفتر سے خط وکتابت کرے اور خط وکتابت کے بعد چندہ کو گھٹا لے۔ یا آمد زیادہ ہوگئی ہے تو چندہ کو بڑھا لے دفتر کو چاہیئے کہ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعاون کرے اور جو لوگ مستحق ہیں اور جن کی آمد کم ہوگئی ہے اور وہ اپنا چندہ گھٹانا چاہتے ان کا چندہ گھٹا دیں لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ امید بھی رکھنی چاہیئے کہ سلسلے کا لحاظ بھی رکھا جائے۔ جہاں سلسلہ کمزور کی تائید کرتا ہے وہاں سلسلہ یہ امید بھی کرتا ہے کہ جو مالدار ہو وہ اپنا چندہ بڑھا بھی دے تا توازن قائم رہے۔ اگر بعض لوگ چندہ کم کردیں تو بعض لوگ چندہ کو زیادہ کردیں۔ زندہ قوموں میں یہی ہوتا ہے۔ بہرحال یہ یاد رکھیں کہ اب یہ

## پابندی نہیں ہوگی

ہر شخص ہر سال وعدہ میں کچھ زیادتی کرے۔ اگر آمد اچھی ہو جائے تو چندہ زیادہ کردو اور اگر آمد کم ہو جائے تو دفتر سے خط وکتابت کرکے اپنا چندہ گھٹا دو۔ اس میں شرم نہ کیا کرو اس سے آپ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے۔ جب آمد کم ہو جائے تو یہ غلطی نہ کریں کہ آپ چپ چاپ بیٹھ جائیں۔ بعض لوگ آٹھ آٹھ سال سے چندہ ادا نہیں کر رہے ہوتے لیکن لکھ دیتے ہیں کہ پچھلے سال میرا پانچ سو روپے کا وعدہ تھا بعض وجوہات کیوجہ سے میں ادا نہیں کرسکا۔ اس سال میں ایک ہزار روپے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگلے سال وہ ہزار روپے بھی ادا نہیں کرتے اور ڈیڑھ ہزار روپے کا وعدہ کردیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب تم نے چندہ ادا ہی نہیں کرنا تھا تو سیدھا دس کروڑ کا وعدہ کیوں نہ کردیا۔ یونہی رقوم لکھ دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ مثلاً میرا خیال ہے کہ ہمارے جلسہ سالانہ پر اتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا حساب میں دکھایا جاتا ہے ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ جس نے بارہ کس کی حاضری مانگی ہے تو گو وہ غلطی ہو مگر اس کے لکھے رہنے سے سلسلہ کی عظمت ہوتی ہے۔ کیونکہ مہمانوں کی آمد زیادہ نظر آتی ہے۔ حالانکہ کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ وہ

## صحیح اندازہ لگائیں

تاکہ جلسہ کا خرچ ان غلط اعداد کی وجہ سے بڑھ نہ جائے۔ پس دفتر کے کارکن وعدوں کو چیک کرلیں۔ اگر کسی شخص کی یہ حالت ہے کہ وہ وعدہ ادا نہیں کرسکتا تو اس کو رد کر دیا جائے۔ بعض خوشیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ حقیقی خوشی یہ ہے کہ ان کو نیکی کی توفیق ملے یہ نہیں کہ پانچ چھ ہزار روپیہ لکھا دے اور ادا کچھ بھی نہ کیا جائے۔ اگر حالات ٹھیک نہیں۔ مالی حالت کمزور ہوگئی ہے۔ تو دفتر سے کہو۔ کہ پچھلا چندہ معاف کردو۔ اور آئندہ حالات کے مطابق وعدہ کرو۔ مگر پہلے سو روپے کا وعدہ تھا لیکن وہ ادا نہیں ہوا تو اس کی معافی لے لی جائے۔ اور آیندہ اپنی مالی حالت کے مطابق چاہے وہ پانچ روپے ہو وعدہ لکھوایا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ لیکن جماعتی طور پر یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ قدم آگے بڑھے۔ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے اگر جماعت کے تمام افراد اپنے فرائض کو ادا کرتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ موجودہ تحریک جسے دفتر دوم کہتے ہیں پانچ چھ لاکھ تک نہ پہنچ جاتی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اگر جماعت کے ہر مرد اور عورت جوان اور بوڑھے سے وعدے لئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کے وعدے موجودہ وعدوں سے دُگنے تگنے ہو جائیں۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے کام کو بہت کچھ وسیع کرسکتے ہیں ٭

# جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں ابراہیمی طیور کا اجتماع!

## پُر امن فضا میں روحانی تذکرہ

مرتبہ اسسٹنٹ ایڈیٹر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ قادیان میں جماعت احمدیہ کا اکسٹھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء کو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس جلسہ کی مختصر روئیداد ذیل میں پیش کی جاتی ہے:-

### اعلانِ جلسہ

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے دسمبر کے پہلے ہفتہ سے ہی بذریعہ اخبار بدر جلسہ میں شمولیت کے لئے تمام جماعتوں میں تحریک کی گئی۔ اور جلسہ سے دس پندرہ روز پیشتر جماعتوں میں انفرادی چٹھیوں کے ذریعہ مزید تحریک کی گئی۔ ساتھ ہی بیسیوں معززین مقامی وغیرہ حضرات کو خاص مراسلات کے ساتھ شریک جلسہ ہونے کی دعوت دی گئی۔

دہلی سے ایک رنگین دیدہ زیب پوسٹر بھی شائع کرا کر تمام جماعتوں میں بھجوایا گیا۔ اور مقامی طور پر گورداسپور۔ دھاریوال۔ بٹالہ۔ امرتسر میں خاص آدمی بھجوا کر یہ پوسٹر لگوائے گئے جو ہر دیکھنے والے کی توجہ کو خصوصیت سے کھینچنے کا موجب ہوئے۔ اسی طرح قریب قریب پوسٹر مختلف محلہ جات اور قادیان کے ضروری مقامات پر جلسہ سے قبل چسپاں کر دیئے گئے۔

علاوہ ازیں ۲۵ دسمبر کی عصر کی نماز کے بعد بذریعہ منادی شہر میں جلسہ کا اچھی طرح اعلان کرا دیا گیا اور یہ سلسلہ ہر روز پہلے اجلاس سے پیشتر جاری رہا۔

### جلسہ میں احباب جماعت کی شمولیت

#### (ا) پاکستانی قافلہ

جلسہ سے چند روز پیشتر ہی اس بات کی اطلاع نظارت امور عامہ کو مل چکی تھی کہ اس سال پاکستان سے زائرین قادیان کا قافلہ دو سو کی تعداد میں آ رہا ہے۔ جس میں زیادہ تر ملیشین قادیان کے رشتہ دار اور دیگر مخلصین سلسلہ شامل ہوں گے۔ سو الحمد للہ کہ یہ قافلہ ۲۵ کی درمیانی شب واہگہ بارڈر کے رستہ پہنچ کر رات کے ۱ بجے بخیر و خوبی دارالامان پہنچ گیا۔ واہگہ بارڈر سے قافلہ گذرنے کی اجازت ... حکومت سے نظارت امور عامہ قادیان نے حاصل کی۔ رات کے وقت سخت سردی کے باوجود درویشان خاص تعداد میں اپنے معزز مہمانوں کا استقبال کرنے کے لئے محلہ ناصر آباد کی سڑک پر جمع ہو گئے۔ اور آنے والے قافلہ کا اھلاً و سھلاً و مرحبا کے ساتھ خیر مقدم کیا۔

اس قافلہ میں مرد و زن کل ۲۰۰ افراد تھے۔ جن میں سے ۵۵ عورتیں تھیں۔ مقامی حکام کی طرف سے اچھا انتظام تھا اور بفضلہ تعالیٰ رستہ میں کسی قسم کا ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ البتہ بوجہ شدید سردی کے صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رستہ ہی میں بیمار ہو گئے۔ اور اس عارضہ کے باعث جلسے کے تینوں دن صاحب فراش رہے البتہ آخری دعا میں شرکت کی خاطر جلسہ گاہ میں بمشکل تمام پہنچ گئے۔ مگر الحمد للہ کہ واپسی پر صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ سنبھل چکی تھی۔

#### ب۔ ہندوستانی مہمانانِ کرام

علاوہ ازیں ہندوستان کے مختلف اطراف سے آنے والے احباب جماعت بھی شریک جلسہ ہوئے۔ چنانچہ دہلی۔ یو۔پی۔ سی پی۔ مدراس مالابار۔ حیدر آباد۔ بمبئی۔ جبل کشمیر۔ بنگال اڑیسہ وغیرہ مقامات سے پورے اخلاص اور اشتیاق کے ساتھ احباب تشریف لائے۔ جن کی مجموعی تعداد اڑھائی صد تھی۔

### مہمانان کے قیام و طعام کا انتظام

یہ انتظام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ افسر جلسہ سالانہ کے ماتحت تھا چنانچہ ان کی طرف سے تمام احباب قادیان کو مختلف حلقہ جات میں تقسیم کر کے مقررہ فرض کی ادائیگی پر مامور کر دیا گیا تو خدا کے فضل سے احباب کے قیام و طعام میں کافی حد تک تسلی بخش انتظام رہا۔ چونکہ پاکستان سے آنے والے قافلہ میں درویشان کی رشتہ دار مستورات بھی ایک خاص تعداد میں تھیں۔ اس لئے ان کے لئے خصوصیت سے پردہ کمرہ کا انتظام بھی حسب خواہ طریق پر کر دیا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

### انتظام جلسہ گاہ

حسب دستور سابق اس سال بھی سابق زنانہ جلسہ گاہ ہی میں جلسہ سالانہ کے اجلاسات کا انتظام کیا گیا۔

## جلسہ کی کارروائی

### پہلا دن

#### پہلا اجلاس

۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء کو پونے دس بجے جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد نے صدارت فرمائی۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ حیدر آباد نے سورۃ حشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور یونس احمد صاحب اسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک کلام "محمود کی آمین" کے چند اشعار سنائے۔ اس کے بعد جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے ... جلسہ سالانہ کا افتتاح کیا اور تمام حاضرین سمیت اجتماعی دعا فرمائی۔

دعا کے بعد جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا تازہ پیغام بنام جماعت ہائے ہندوستان پڑھ کر سنایا۔ جو بالتفصیل اسی پرچہ کے صفحہ ... پر درج ہے۔

اس کے بعد مکرم سیٹھ معین الدین صاحب چنت کنٹہ نے "ذکر حبیب علیہ السلام" حضرت عرفانی صاحب کا لکھا ہوا مضمون پڑھ کر سنایا۔ جو حاضرین جلسہ کے ازدیاد ایمان کا باعث بنا۔ بعدہ ایک نظم ہوئی اور پھر مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر نے "ہندوستان میں فرقہ وارانہ اتحاد کے ذرائع اور اس کے فوائد" پر ایک گھنٹہ تک عمدہ پیرایہ معلومات لیکچر فرمایا۔ جسے تمام حاضرین جلسہ نے پوری توجہ سے سنا۔ اس طرح جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

نماز جمعہ و عصر مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئی

### دوسرا اجلاس

اڑھائی بجے بعد دوپہر دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے حضرت باوا نانک کی ایک پیشگوئی کو پنجابی منظوم کلام میں پیش کیا۔ بعدہ مکرم گیانی مرزا واحد حسین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے سکھ مذہب پر سوا گھنٹہ کے لئے تقریر کی۔ گیانی صاحب موصوف نے اپنے مخصوص پنجابی انداز میں نہایت عمدہ پیرایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پیش کیا۔ گیانی صاحب کی تقریر کے بعد نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے شائع کردہ ایک تازہ ٹریکٹ بعنوان "حکومت وقت اور جماعت احمدیہ" میر رفیع احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کی تقریر "خصوصیات اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب" کے عنوان پر ہوئی۔ مولوی صاحب نے پوری شرح و بسط کے ساتھ اسلام کی بارہ واضح خصوصیات بیان فرمائیں۔ اس طرح پر پہلے دن کی تمام کارروائی ٹھیک پانچ بجے شب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

رات کے وقت ایک تربیتی اجلاس مسجد اقصیٰ میں رکھا گیا تھا۔ جو پونے نو بجے زیر صدارت جناب سیٹھ بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے خاندان کرام کے قیام قادیان کی اہمیت اور ان کی قربانی کا ذکر فرمایا اور انہیں دلجمعی ... استقلال کے ساتھ خدمت دین کرتے چلے جانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور ان کے جذبۂ خدمت کو سراہا اور

بتایا کہ ان کی اس قربانی کی وجہ سے آج تمام دنیا کے احمدی ہر جگہ اپنا سر اونچا رکھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا کے خاص فضل اور اس کی عنایت کا نتیجہ ہے کہ اپنے مرکز کی خدمت اور ربوہ میں آپ لوگوں کو اس خدمت کا موقعہ ملا ہے۔

بعدہٗ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے تمام ہندوستانی جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ مرکز کو مضبوط کرنا ان کا فرض ہے۔ اور درویشان کرام کی دلجوئی کرنا نہایت ضروری ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعدہٗ صاحب صدر نے دونوں تقاریر کا خلاصہ بیان فرمایا۔ اور مزید ذمہ داریوں کی طرف خاص توجہ دلائی۔ افسوس بعض دیگر مقامی پروگراموں کی وجہ سے اس جلسہ میں حاضری خاطر خواہ نہ تھی۔ تاہم یہ جلسہ گیارہ بجے کے قریب برخاست ہؤا۔

## دوسرا دن

### پہلا اجلاس

پہلا اجلاس مکرم سید بشارت احمد صاحب وکیل حیدرآباد دکن کے زیر صدارت منعقد ہؤا۔ حافظ صالح دین صاحب نے سورۃ جمعہ کے پہلے رکوع کی تلاوت کی۔ اور نظم کے بعد مکرم شیخ محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے ایک گھنٹہ تک "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے ہندو کتب" پر ایک مدلل تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی نے "جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت اور اس کے متعلق غیروں کی آراء" کے عنوان پر ایک عمدہ پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ جسے حاضرین نے خاص دلچسپی اور پوری توجہ کے ساتھ سنا۔

اس کے بعد حافظ عبد الرحمن صاحب نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ایک قصیدہ پیش کیا۔ اور بعدہٗ مکرم شریف احمد صاحب فاضل امینی نے "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول" کے عنوان پر ایک بجے تک تقریر کی۔ جس میں خصوصیت سے غیر مسلم محققین و علماء کی حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں آراء پیش کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا وجود دنیا کے لئے مجسم رحمت تھا۔ اور آپ کا احسان تمام بنی نوع انسان پر یکساں ہے۔ آپ نہ صرف اپنوں میں بلکہ سنجیدہ مزاج غیروں میں بھی مقبول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

### دوسرا اجلاس

مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کے زیر صدارت یہ اجلاس اڑھائی بجے بعد دوپہر شروع ہؤا۔ مکرم سلیم حسن صاحب جابی نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ مسلم و غیر مسلم احباب نے بڑے ہی اشتیاق اور محبت سے سُنا اور خواہش ظاہر کی کہ ان کی ایک تقریر بھی اپنی زبان میں ہو۔ جس کے متعلق صاحب صدر نے بتایا کہ کل کے اجلاس میں ان کی ایک تقریر پہلے سے مخصوص کر دی گئی ہے۔ اور اس طرح احباب کا اشتیاق کل پورا ہو جائے گا۔ بعدہٗ قاضی عطاء الرحمن صاحب قریشی نے کلام محمود سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

اس کے بعد خاکسار محمد حفیظ بقا پوری نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" پر تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق باللہ اور پیشوایان مذاہب کے عزت احترام کے قیام اور جملہ مذاہب پر تنقید کے عمدہ اور محکم اصول بیان کئے۔ آخر میں آپ کے اس بڑے کارنامہ کا بھی ذکر کیا کہ آپ اپنے پیچھے ایک فعال جماعت چھوڑ گئے۔ جس کی تعلیم ہی دنیا میں امن و صلح اور شانتی کا پیغام پہنچانا اور لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنا ہے۔ اس جماعت کے ہر فرد میں خدا کے فضل سے ایک انقلاب آجاتا ہے۔ جو تقوےٰ و طہارت کے اعلےٰ معیار پر اترتا ہے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ پابند قانون اور حکومت وقت کی پوری وفادار رہی ہے۔ اور اس طرح ہر ملک میں امن و سلامتی کی بنیادیں مضبوط کرنے میں بہت بڑی حصہ دار ہے۔

بعدہٗ مکرم گیانی عباد اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات پر ایک عمدہ تقریر فرمائی۔ اور گورو گرنتھ صاحب کے حوالہ جات پیش کرکے اپنے مضمون کو خاص دلچسپ بنایا۔ جسے خاص توجہ و دلچسپی سے سُنا گیا۔ گیانی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے "اسلام اور کمیونزم" کے مضمون پر لیکچر دیا۔ چونکہ آجکل اس مضمون کو خاص دلچسپی سے سنا جاتا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب کی عام فہم باتوں کو تمام حاضرین نے پوری توجہ کے ساتھ سنا۔ اور مکرم مولوی صاحب نے بھی احمدیت کی روشنی میں اس کے فردوی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی نظام کی برتری ظاہر کی۔

اس طرح جلسے کے دوسرے دن کی مکمل کارروائی بھی پانچ بجے کے قریب ختم ہوئی۔

## تیسرا دن

### پہلا اجلاس

یہ اجلاس حسب اعلان پونے دس بجے زیر صدارت جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بار ایٹ لاء لاہور منعقد ہؤا۔ مکرم سلیم حسن صاحب جابی نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم دربارہ درویشان قادیان سنائی۔ بعدہٗ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت و ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ نے بعنوان "مسئلہ نبوت اور مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراضات کے جوابات" ایک مدلل تقریر فرمائی۔ جس میں حکیم صاحب محترم نے نہایت عمدہ پیرایہ میں عام فہم رنگ میں متفرق موضوع پر روشنی ڈالی۔ اور باوجود بیماری کے آپ کا مضمون بفضلہ تعالےٰ کامیاب رہا۔

بعدہٗ مکرم مولوی رحمت علی صاحب فاضل مبلغ انڈونیشیا نے اپنے مخصوص انداز میں "دنیا میں تبلیغ احمدیت" کے عنوان پر تقریر فرمائی جسے نہ صرف احمدی احباب نے ہی خاص دلچسپی سے سُنا بلکہ غیر مسلم طبقہ نے بھی پورے سکون اور توجہ سے سُنا۔ مولوی صاحب نے بتایا کہ آج جماعت احمدیہ دنیا کے اکناف میں پھیل چکی ہے۔ اور دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے انڈونیشیا میں عرصہ دراز تک خدمت دین کا موقعہ ملا ہے۔ اور ہزارہا افراد نے میرے ذریعہ سے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے بلکہ انہیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے جماعت کا یہ نظام دن بدن زیادہ وسعت اختیار کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آوے۔ جب اس مقدس مرکز سے اٹھی ہوئی آواز دنیا کے کناروں تک کامل طور پر پہنچ جائے۔

مکرم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مکرمی میر ونیع احمد صاحب نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی نظم "علیک الصلوٰۃ علیک السلام" پڑھ کر سُنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے "دنیا کا محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد احسانات کا تذکرہ فرمایا۔ اور حضور کی مقدس سیرت سے مختلف واقعات اس انداز میں بیان فرمائے کہ حاضرین کی معلومات میں بہت اضافہ ہؤا۔ آپ نے خصوصیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں کے لئے رواداری کا سلوک پیش کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح آپ نے اپنی امت کو تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کا سبق اپنے عمل سے سکھایا ہے۔ وغیرہ۔ اس طرح پر ڈیڑھ بجے نماز ظہر اور عصر کے لئے اس اجلاس کو برخاست کیا گیا۔

### دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا دوسرا اجلاس جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان و امیر مقامی کی صدارت میں منعقد ہؤا۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک اڑھائی بجے شروع ہوئی۔ حافظ عبد الرحمن صاحب درویش قادیان نے سورۃ ق والقرآن المجید کی تلاوت کی اور ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے اپنی ایک نظم سُنائی۔ بعدہٗ حسب پروگرام مکرم میر محمود احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ نے "مرکز احمدیت میں مبلغین کی ٹریننگ" کے عنوان پر ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی جماعت ہے۔ جو کسی ملک یا قوم یا نسل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کا مطمع نظر تمام دنیا کو روحانی پیغام پہنچانا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ کے مرکز میں مبلغین کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ جو دنیا کے مختلف ممالک میں جاکر احمدیہ نقطۂ نگاہ سے اسلام کی تعلیم پیش کرتے ہیں تقسیم ملک سے قبل قادیان میں ایسا انتظام تھا۔ اب علاوہ قادیان کے ربوہ میں "مشنری کالج" کھولا جا چکا ہے۔ جس میں متعدد غیر ملکی طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن میں سے اکثر اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ اور اس طرح ایک خاص تعداد ہر سال تیار ہو کر دنیا کے اطراف میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ اس کے بعد جناب ملک احسان اللہ صاحب مبلغ مشرقی افریقہ نے اپنے تبلیغی کوائف بتائے اور بتایا کہ خدا کے فضل سے مجھے ۲۴ غیر ممالک میں اس روحانی پیغام کے پہنچانے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جناب ملک صاحب کی تقریر کے بعد مولوی رشید احمد صاحب چغتائی مبلغ بلاد عربیہ نے عربی ممالک کے مشنز کے حالات وقت کے مناسب حال مختصر طور پر پیش کئے۔ اور احباب جماعت کو بیرونی احمدیوں کا پُر خلوص سلام پہنچاتے ہوئے ان کے اخلاص اور قربانی کا تذکرہ فرمایا۔ بعدہٗ مکرم مولوی مقبول احمد صاحب فاضل نے انگلستان میں تبلیغ احمدیت کے حالات مختصر طور پر پیش کئے۔ اور بتایا کہ کس طرح انہیں انگلستان میں تبلیغ احمدیت کی توفیق ملی۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ ہو)

# ملک کی ترقی کیلئے دس اُمور لازمی ہیں!

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری

## اسلام کے احکامات اور اسکی تعلیمات کا اجمالی نقشہ

۱۔ تمام انسانوں کو مساوی درجہ دیا جائے۔ اسلام قرار دیتا ہے کہ سب انسان مرد اور عورت سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی ادنیٰ اعلیٰ نہیں بلکہ ہر ایک بچہ بھی جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ فطرت صحیحہ اور نیک فطرت لے کر دنیا میں آتا ہے۔

۲۔ ضمیر کی آزادی ہونی ضروری ہے منافقت کو اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔

۳۔ اسلام رواداری کا علمبردار ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر قوم میں اور ہر ملک میں خدا کے نبی اور رسول مبعوث ہوئے۔ بتوں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے۔

۴۔ اسلام حکومت کو امانت قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ حکومت انہی کے سپرد ہونی چاہیئے۔ جو اس کے اہل ہوں۔ اسلام حکومت کا یہ فرض قرار دیتا ہے کہ وہ رعایا کی روٹی کپڑے اور رہائش کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلام کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر مائل نہ کرے۔ عدل کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک بڑے گھرانے کی مجرم عورت کے متعلق سفارش کی گئی حضور نے فرمایا کہ پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اُسے معاف کر دیا جاتا اور غریب کو سزا دی جاتی۔ خدا کی قسم میری لڑکی فاطمہ بھی اگر چوری کرے تو میں اس کو سزا دوں گا۔

۶۔ اسلام معاہدات کی پابندی نہایت ضروری قرار دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کسی غیر مسلم قوم سے معاہدہ ہو تو اس کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کی بھی امداد نہیں کر سکتے۔

۷۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ مذہبی مناظرات میں احساسات کا خیال رکھا جائے اور اپنی خوبیاں پیش کی جائیں۔ دوسرے کے عیب بیان کرنے سے اپنی خوبی ثابت نہیں ہو سکتی

۸۔ اسلام ضروری قرار دیتا ہے کہ ملک کا کوئی فرد بیکار نہ رہے۔ ہر فرد کما کر کھائے اور کام کے لئے کسی پیشہ کو حقیر نہ سمجھا جائے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جو بندہ خود کما کر پیٹ پالتا ہے وہ خدا کا محبوب ہے۔

۹۔ اسلام روپیہ جمع کرنے کی مخالفت کرتا ہے بلکہ مجبور کرتا ہے کہ یا تو لوگ روپیہ خرچ کریں یا اسے کسی کام پر لگائیں تا روپیہ چکر کھانے لگے اور دوسروں کو بھی اس سے فائدہ ہو۔ اسی لئے وہ زکوٰۃ کو فرض قرار دیتا ہے۔ تا اس طرح ایک طرف تو روپیہ جمع کرنے کے امکانات کم ہوں اور دوسری طرف اس ٹیکس کی آمد قوم کے کمزور حصہ مثلاً یتیم۔ مسکین۔ بیوگان وغیرہ کو ترقی دینے میں صرف ہو کر تمام قوم کی ترقی اور مضبوطی کا باعث ہو۔

۱۰۔ اسلام کہتا ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ خدا سے بھی انسان کا حقیقی تعلق ہو اور انسان کو خدا کی معرفت حاصل ہو "دست در کار دل بہ یار" والی مثال ہو۔ کیونکہ حقیقی خوشحالی۔ ترقی اور کامیابی کا اصل سرچشمہ وہی خدا کی ذات ہے۔ اس کو چھوڑ کر سوائے ناکامی نامرادی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

## ہمارا مسلک!

(۱)۔ ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

(۲) ہم مسلمان ہیں۔ خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قایل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہیں مانتے ہیں۔ اور یوم بعث (قیامت) اور دوزخ اور جنت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا۔ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ سے ہمیں پہنچا اسکو قبول کرتے ہیں چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اسکے بھید کو سمجھیں اور اُس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مومن اور موحد ہیں۔ (نور الحق حصہ اول صفحہ ۵)

(۳) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اس خاکی جسم کے ساتھ ہرگز آسمان پر زندہ نہیں بلکہ بموجب فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو بیس برس کی طبعی عمر گذار کر فوت ہو گئے (یہی رہی مسلک صحابہ کرام رضوان تابعین و تبع تابعین کا تھا)

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد صرف ایسا انسان ہی نبوت کے بلند مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو آپ کا اُمتی ہو۔ یعنی جس نے تمام فیضان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی حاصل کیا ہو۔ کسی دوسرے مستقل اور غیر اُمتی نبی کے لئے اس اُمت میں کوئی جگہ نہیں۔

(امکان نبوۃ کا یہی مسلک من یطع اللّٰہ الخ میں بیان ہوا ہے اور یہی کثیر بزرگان دین کا ہوتا ہے)

(۵) جس مسیح موعود کی آمد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے ساتھ وعدہ فرمایا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جو کھلے کھلے اور روشن نشانات لے کر تشریف لائے ہیں اور جن کا یہ دعویٰ ہے کہ میں نے یہ مرتبہ اور یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت سے حاصل کیا ہے۔

(۶) قرآن ناسخ و منسوخ سے پاک ہے؟ انبیاء کرام گناہوں سے پاک۔ دین میں زبردستی نہیں؟ جہادی خونی کا کوئی تصور اسلام میں نہیں؟ ادع الیٰ سبیل ربک؟ بلغ ما انزل الیک ہمارا مسلک ہے۔

(۷) ہر قوم کے بزرگوں کی عزت و تکریم اور خدمت خلق بلا لحاظ مذہب و ملت ہمارا مسلک ہے۔

(۸) رسوم و رواج و بدعات و لغویات سے پاک حدیث ہے اسلام کا حقیقی منور چہرہ ہے اور اس کے صحیح اصولوں پر چلنا اور آنحضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی سنت پر عمل کرنا کروانا ہمارا مسلک ہے۔

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسلامی پردہ کے متعلق

# ایک ضروری ہدایت

قرآن کریم میں پردہ اور نیچی نظر رکھنے کا حکم ہے۔ اس کی غرض ہی یہ ہے کہ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں۔ تو کوئی نقص پیدا نہ ہوگا۔ اس وقت جن جن ممالک میں بے پردگی کا رواج ہے۔ خصوصاً یورپین ممالک میں۔ وہاں کے حالات ان لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ جو وہاں کی سیاحت کر کے آئے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں جو ہدایت فرمائی ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بجز خاوند اور ایسے لوگوں سے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ اور جتنے مرد ہیں۔ ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ اور جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔ اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں۔ کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔" (الحکم نمبر ۲۳ جلد ۴)

حضرت اقدس علیہ السلام کی مندرجہ بالا ہدایت ہم سب کو پیش نظر رکھنی چاہیئے تاکہ ہماری زندگیاں اسلامی احکام کے ماتحت گذریں اور ہمیں ہر طرح سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور گھریلو سرور و اطمینان حاصل ہو۔

خاکسارہ امۃ المجیب بنت جناب مرزا برکت علی صاحب
آف آبادان

# کارروائی جلسہ سالانہ قادیان بقیہ صنا

مکرم تمیم حسن صاحب جابی نے عربی زبان میں "میں احمدی کیسے ہوا" کے عنوان پر تقریر کی۔ جس کا خلاصہ مکرم مولوی ابوالعطا صاحب نے اردو میں سنایا۔ جابی صاحب کی تقریر پورے سکون اور کامل توجہ کے ساتھ تمام حاضرین نے سنی۔ اور اس کا خاص اثر ہوا۔

بعد ہ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی تقریر بعنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں ایک گھنٹہ تک جاری رہی جس میں صاحب موصوف نے نہایت مدلل اور عام فہم طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ مثلاً جماعت کی قادیان سے ہجرت اور پھر نازک حالات میں ایک حصہ جماعت کا قادیان میں قیام اور اس مقدس مرکز کے محفوظ رہنا وغیرہ۔ اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح اس موعود خلیفہ کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے سامان کر دیئے ہیں

حاضرین کی خاص دلچسپی اور اُن کے اشتیاق کو دیکھ کر مکرم گیانی مرزا واحد حسین صاحب کی ایک دوسری تقریر رکھی گئی جس کا عنوان ہی یہی تھا کہ

"محبت و پریم کا پیغام"

مکرم گیانی صاحب نے اپنے مخصوص انداز اور نہایت دلچسپ پیرایہ میں یہ تقریر فرمائی اور حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ اس اجلاس کی کارروائی نسبتاً زیادہ دیر تک رہی۔ اور آخر میں صاحب صدر نے باہر سے آنے والی دعائیہ تاروں کا اعلان کیا اور تمام حاضرین جلسہ۔ حکومت وقت اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ خصوصیت سے غیر مسلم احباب کا جنہوں نے خاص دلچسپی اور خلوص سے ہمارے جلسہ کی ساری کارروائی کو سنا اور ہمارے جلسہ کو کامیاب بنایا۔

مجموعی طور پر حاضرین جلسہ کی تعداد دو ہزار کے قریب رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور آخر میں اختتامی دعا کی۔ اور اس طرح جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

## لاؤڈ سپیکر کا عمدہ انتظام

گذشتہ سالانہ جلسوں میں ہر سال لاؤڈ سپیکر کرایہ پر لیا جاتا رہا ہے۔ جس پر اخراجات کافی ہوتا۔ اس سال صدر انجمن احمدیہ نے کافی رقم صرف کر کے ایک نیا اور مکمل لاؤڈ سپیکر خرید لیا۔ البتہ مستورات کے لئے ایک سپیکر عارضی کرایہ پر لے لیا گیا۔ خدا کے فضل سے جملہ جلسات میں لاؤڈ سپیکر نے اچھا کام کیا۔ اس کی نگرانی محمد اسحٰق صاحب سنگلی درویش کرتے رہے۔ جزاہ اللہ تعالےٰ

## جلسہ کے موقعہ پر سرکاری انتظامات

جلسہ کے ایام میں چوہدری دلیپ سنگھ صاحب ڈی۔ ایس۔ پی بٹالہ مستقل طور پر انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے قادیان میں موجود رہے مورخہ ۲۶ر دسمبر کو مسٹر ایم۔ ایل کھنہ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ بٹالہ قادیان آئے۔ اور بعض تقاریر بھی سنیں۔ دوسرے دن یعنی ۲۷/۱۲/۵۲ کو بخشی سیتارام صاحب تحصیلدار بٹالہ انتظامات کو دیکھنے اور تقاریر سننے کے لئے جلسہ گاہ میں آئے۔ جناب اے ایس بڈھا سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور بھی کچھ وقت کے لئے قادیان میں آئے اور جملہ انتظامات کی دیکھ بھال کی۔

جلسہ گاہ میں اور اس کے ارد گرد باوردی سپاہیوں کے پہرے کا انتظام تھا۔ اور پاکستانی زائرین کی سہولت کے لئے چوبیس گھنٹے چار کانسٹیبل احمدیہ محلہ کے قریب ہی آن ڈیوٹی رہے۔ اور اُن پاکستانی زائرین کے ساتھ آتے جاتے رہے۔ جو بیرونی محلہ جات میں اپنے مکانات دیکھنے کے لئے جاتے تھے جملہ انتظامات خدا کے فضل سے تسلی بخش تھے

## جلسہ مستورات

مستورات کے لئے میاں عبداللہ صاحب افغان مرحوم کے مکان کے صحن میں جلسہ گاہ بنایا گیا۔ جلسہ کے تینوں دن مردانہ جلسہ کا پروگرام بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنایا گیا۔ پاکستان اور ہندوستان سے احمدی خواتین کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔ بعض طبقہ کی تعلیم یافتہ غیر مسلم "مستورات بھی ہمارے زنانہ جلسہ گاہ کی رونق بڑھانے کا موجب ہوئیں۔ اور پوری دلچسپی سے جلسہ کی ساری کارروائی سنتی رہیں۔ ۲۹ر دسمبر کو ایک علیحدہ جلسہ مستورات کے لئے رکھا گیا تھا۔ جس کے پہلے اجلاس میں مکرم گیانی واحد حسین صاحب اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے ایک ایک تقریر کی۔ اور دوسرے اجلاس میں محترمہ طاہرہ بی کتور جنرل سکرٹری صاحبہ نے "اسلام میں عورت کا درجہ" پر تقریر کی اور محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب درویش قادیان نے اسلامی پردہ پر عام فہم تقریر کی اس طرح پر مردانہ اور زنانہ جلسوں کی کارروائی بفضلہ تعالےٰ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

# ترقی کی راہ میں روک!

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو وزیر اعظم ہند نے نئے سال کے پیغام میں فرمایا کہ:۔

"نفرت، تشدد اور اندرونی کشمکش ہمیں منزل ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتے۔ موجودہ دنیا میں جس کی لاٹھی اسکی بھینس والا فلسفہ کارگر ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہماری ترقی کی بنیادیں پُر امن تعاون اور جذبہ رواداری پر ہی رکھی جا سکتی ہیں"۔

وزیر اعظم صاحب کی تقریر کا مندرجہ بالا حصہ بہت معقول اور مناسب ہے۔ دراصل اس وقت ملک کی ترقی میں سب سے بڑی روک اندرونی کشمکش اور عدم رواداری کا جذبہ ہی ہے۔ ملک اور قوم کی وہ طاقت جو تعمیری کاموں میں صرف ہونی چاہیئے وہ اندرونی خلفشار کی وجہ سے آئے دن کے باہمی جھگڑوں کو مٹانے اور تخریبی کارروائیوں کو روکنے پر ضائع ہو رہی ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے تو ملک کے ایک صحیح نباض کی حیثیت سے اصل بیماری اور کمزوری کی تشخیص کر دی ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس بیماری کے علاج اور مناسب پرہیز کیلئے ضروری اقدام کریں۔ اور جو عوامل ہمیں ذہنی لحاظ سے یا عملی لحاظ سے غیر رواداراور متشدد بنا رہے ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہم اپنے اندر دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام اور مذہبی لیڈروں اور پیشواؤں کی تعظیم کا جذبہ پیدا کریں۔ پرانے تلخ واقعات کو بھلانے کی کوشش کریں۔ اور دوسروں کے اقتصادی لسانی۔ تمدنی اور روحانی حقوق کے تحفظ کا پورا پورا خیال رکھیں۔

ہماری کسی تحریر یا تقریر سے کسی کی دلشکنی اور حقوق کا اتلاف نہ ہو۔ ہم ملک میں بسنے والی سب قومیں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح متحد اور متفق ہوں جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں یا ایک گلدستہ کے پھول۔ بیشک ہمارے مذاہب جدا جدا ہوں ہمارے خیال متفاوت ہوں لیکن ہم سب کے سامنے متحدہ طور پر یہ مقصد ہو کہ ہمارا ملک کس طرح ترقی کر سکتا ہے اور ہم دنیا کے آزاد ملکوں کی صف میں عزت و احترام کی کرسی پر کس طرح بیٹھ سکتے ہیں۔

جب ہم کسی جہت سے بھی کوئی قدم اٹھائیں تو ہمیں قبل از وقت یہ غور کر لینا چاہیئے کہ اس اقدام کا ہمارے ملک کے حال و استقبال پر کیا اثر پڑیگا۔ اور دوسرے ملک میں کس معیار پر نظر آئے گا۔ وہ زمانہ اب بیت گیا جب ہم غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور ایک غیر حاکم ہمیں "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی کے ماتحت پراگندہ اور پریشان کر رہا تھا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ہم آزاد ملکوں اور قوموں کی طرح اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور باہمی جھگڑوں فسادات اور جذبہ عدم رواداری کو خیرباد کہیں۔ تاکہ ہم دنیا میں عزت کے ساتھ دیکھے جائیں اور آئندہ نسلیں بھی ہمارا نام عزت و احترام سے لیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔